بسم اللہ الرحمن الرحیم • یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم •

مسلک اہل حدیث کا داعی اور جمعیت اہل حدیث ہند کا نقیب

ترجمان

پندرہ روزہ — دہلی

مدیر: عبد السلام رحمانی
معاون مدیر: ابن احمد نقوی

سالانہ — دس روپے
ششماہی — پانچ روپے
فی پرچہ — ۵۰ پیسے

اگر پختہ قبروں کا ثبوت دیدیا جائے تو دوبارہ سونے چاندی سے تعمیر کرنے کیلئے مستعد ہیں

والی نجد و حجاز ملک عبد العزیز مرحوم کا نصف صدی قبل کا اعلان

شیعی آرگن ہفت روزہ "شہید" لاہور نے اپنے ۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء کے پرچہ میں ایک قرارداد شائع کی ہے جو اس کے بقول "پاکستان، افغانستان، ہندوستان اور ایران کے حاجیوں نے دوران حج مدینہ منورہ میں ایک مشترکہ اجلاس میں پاس کی ہے" اس قرارداد میں تمام اسلامی ممالک کے سربراہوں سے اپیل کی گئی ہے کہ "انہدام جنت البقیع کا مسئلہ بین الاقوامی عدالت میں پیش کیا جائے۔ کیونکہ سعودی حکومت نے اپنے مخصوص عقائد کی بنا پر تمام مقابر اور پختہ اور کچے قبروں کو ڈھا دیا تھا۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اپنے ذاتی عقیدے کی بنا پر ان کی تعمیر نہ خود کی جاتی ہے اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو اجازت دی جاتی ہے۔ لہٰذا اب سعودی حکومت سے ان کی تعمیر کی اجازت دلوائی جائے۔ نیز ان مقدس مقامات پر ہر مکتب فکر کو اپنے اپنے عقائد کے مطابق اسلامی رسومات و اعمال بجا لانے کی بھی اجازت دلائی جائے۔" (ملخص)

افسوس ہے کہ ہم اس سعی نامسعود کو (اگر یہ خبر صحیح ہے) اقرباء پروری میں اہمال کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔

ہم شیعہ حضرات سے بالخصوص اور دیگر قبر پرستوں سے بالعموم عرض کرسکتے ہیں کہ

اس مسئلہ کو بین الاقوامی عدالت میں لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کوئی سیاسی مسئلہ تو نہیں خالص مذہبی مسئلہ ہے۔ اگر قبروں کو پختہ بنانا ان پر قبے تعمیر کرنا اور اہل قبور سے استمداد و استعانت کرنا اسلامی مسئلہ ہے تو اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کرو۔ پھر یہ مسئلہ بین الاقوامی عدالت میں لے جانے بغیر ہی حل ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ کے پاس یہ ثبوت نہیں تو بین الاقوامی عدالت میں لے جا کر بھی آپ کے حصہ میں ذلت اور رسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

اپیل کنندگان اور شائع کنندگان کو معلوم ہونا چاہئے کہ والی نجد و حجاز ملک عبد العزیز مرحوم (یعنی موجودہ مملکت سعودی عربیہ کے بانی) اور ان کے والد محترم نے قرآن و سنت کی روشنی میں قبروں پر بنے ہوئے قبے اور اونچی قبریں مسمار کی تھیں، اور دنیا بھر کے قبر پرستوں نے ان کے خلاف شور و غوغا برپا کیا تھا پوری دنیا کے "علماء" کو چیلنج کیا تھا کہ وہ قرآن و حدیث سے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر قبے بنانے کا ثبوت پیش کریں تو میں ان مسمار شدہ قبوں اور مقبروں کو سونے چاندی سے تعمیر کردوں گا۔ چنانچہ آج سے نصف صدی قبل (۱۹۲۵ء میں) جب سلطان عبد العزیز کے خلاف شور برپا تھا تحقیق حال کے لئے ہندوستان سے علماء کا ایک وفد گیا اور وہاں کے تمام حالات کا جائزہ لیا اور وہاں کے اخوان بالا اور خود سلطان عبد العزیز سے مل کر اصل حالات معلوم کئے۔ اس وفد کو (جو ہندوستان کی مرکزی خلافت کمیٹی نے بھیجا تھا جس میں نامور علماء معروف قانون داں اور ممتاز حضرات تھے۔ اس وفد نے وہاں سے واپس آکر جو رپورٹ دی وہ اسی وقت شائع ہو گئی تھی ہم اس رپورٹ سے موضوع زیر بحث کے متعلق اقتباس پیش کرتے ہیں۔ وفد مذکور نے جب مآثر و مقابر کے متعلق استفسار کیا تو سلطان رحمہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں جو کہا وہ وفد نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔

"مآثر و مقابر کی درستی اسی طرح اصلاح کرا دی جائے گی کہ ان کا احترام قائم رہے اور شعائر دینیہ میں ان کو دوبارہ تعمیر کے متعلق انہوں نے صاف صاف فرمایا کہ بلاد مقدسہ سے متعلق شریعت اسلامیہ کے موافق فیصلہ کیا جائے گا اور اس کا فیصلہ مؤتمر کا عالمی اسلامی اجتماع ہوگا جس کی تشریح سلف صالح اور ائمہ اربعہ نے کی ہے۔ اگر دنیا کے محققین علماء اس کا فیصلہ کر دیں کہ دوبارہ ان مآثر کا تعمیر کرنا ضروری ہے۔ تو میں سونے چاندی سے انہیں تعمیر کرنے کے لئے مستعد ہوں اسی طرح مدینہ منورہ کے تمام مآثر و مبانی کا جو دنیا کے محققین علماء فیصلہ کریں گے اس کے موافق عمل کیا جائے گا۔ اور علماء کے فیصلے سے قبل کی تمام چیزیں اصلی شکل میں قائم رکھی جائیں گی۔ البتہ روضۃ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں اس کا تحفظ اور بقا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے اور جس کی حفاظت کے لئے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں اپنی جان اور تمام خاندان کو اس پر قربان کردوں گا۔"

(بحوالہ شائع شدہ اخبار "الجمعیۃ" دہلی ۱۸ دسمبر ۱۹۲۵ء بحوالہ مسئلہ حجاز پر ایک نظر ص ۸-۹ مؤلفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مطبوعہ ۱۹۲۶ء)

بشکریہ "الاعتصام" لاہور

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری

قسط ۳

علماء اسلام کی معاشی کفالت

طلبا و علماء، فقہاء و شعراء کیلئے وظائف و عطیات

تعلیم دین کی اشاعت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمران بن حصین کو بصرہ بھیجا علامہ ذہبی نے حضرت عمران کے تذکرے میں لکھا ہے: وکان ممن بعثہ عمر بن الخطاب الی اہل البصرۃ لیفقہہم (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۹)
یعنی یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمرؓ نے اہل بصرہ کے پاس تعلیم دینے کے لئے بھیجا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بصرہ میں اور بھی معلمین بھیجے گئے تھے

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود کو کوفہ کا معلم بنا کر بھیجا تھا اور اہل کوفہ کو رقعہ تحریر فرمایا تھا کہ بعثت الیکم عبد اللہ بن مسعود معلماً و وزیراً وقد آثرتکم بعبد اللہ بن مسعود علی نفسی (تذکرہ ج ۱ ص ۱۴)
یعنی عبد اللہ بن مسعود کو کوفہ کا معلم اور وزیر کی حیثیت سے بھیج رہا ہوں اور میں نے تمہارے لئے ایثار کر کے حضرت عبد اللہ بن مسعود جیسے فقیہ عالم کو بھیج دیا ہے۔

حضرت زید بن ثابت کو منصب قضا پر مامور فرمایا تھا کہ وہ کتاب و سنت کی روشنی میں لوگوں کے معاملات کے فیصلے کریں اور ان کو شریعت حقہ کے صحیح مسائل سے آگاہ فرمائیں۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے ان عمر استعمل زیداً علی القضاء وفرض لہ رزقاً۔ (تذکرہ ج ۱ ص ۲۸)
ان کو اس منصب کے عوض وظیفہ ملتا تھا لیکن کتنا ملتا تھا اس کی تصریح نہیں ہے۔ البتہ فتح القدیر میں ہے کہ حضرت عمر نے منصب قضا پر زیادہ تنخواہ رکھی تھی تاکہ قاضی رشوت خوری سے محفوظ رہیں چنانچہ قاضی شریح (قاضی کوفہ) کی تنخواہ پانچسو درہم ماہوار تھی
(فتح القدیر مطبوعہ مصر ج ۵ ص ۴۵۶)
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقریباً یہی مشاہرہ حضرت زید کا بھی رہا ہوگا۔
حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ سفر میں جاتے وقت حضرت عمر حضرت زید کو اپنا قائم مقام کر جاتے اور واپسی جب ہوتی تو اکثر حضرت زید کو ایک باغ بطور جاگیر عطا فرماتے۔ (اصابہ ج ۳ ص ۱۲۳)

حضرت عمر نے امراء لشکر کو لکھا ارفعوا الی کل من حمل القرآن حتی الحقہم فی الشرف من العطاء وارسلہم فی الآفاق یعلمون الناس۔ یعنی مجھے اطلاع دو کہ تم میں کتنے لوگ قرآن مجید کے عالم ہیں تاکہ میں ان کے عطیہ و وظیفہ میں اضافہ کر کے ان کو تعلیم دین کے لئے مختلف اطراف و جوانب میں بھیجوں۔ اس سے اتنا واضح ہوا کہ عام لشکری کے مقابلہ میں تعلیمی کام کرنے والوں کا وظیفہ حضرت عمر نے زائد رکھا تھا۔

اسی طرح سیرت عمر سے معلوم ہوا کہ معلمین و مدرسین کے لئے مستقل وظیفہ مقرر کیا تھا لیکن تصریح وہاں بھی نہیں ہے کہ یہ وظیفہ یا مشاہرہ کتنا تھا۔ الفاظ ابن الجوزی کے یہ ہیں ان عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان کانا یرزقان المؤذنین والائمۃ والمعلمین۔ (سیرۃ عمر لابن الجوزی ص ۹۱ و کذا فی کنز العمال ج ۲ ص ۳۱۹ سنن کبریٰ بیہقی ج ۶ ص ۱۲۴)
یعنی حضرت عمر اور حضرت عثمان نے مؤذن امام و مدرسین کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا

مشہور تابعی عبدالرحمن بن غنم کے متعلق علامہ ذہبی نے لکھا ہے بعثہ عمر الی الشام یفقہ الناس کہ عمر نے ملک شام میں بھیجا تھا تاکہ لوگوں کو علم و فقہ کی باتیں بتلائیں
(تذکرہ ج ۱ ص ۴۸)

اسی طرح قاضی ابو یوسف لکھتے ہیں کہ عمر نے لوگوں کو مختلف بلاد میں بھیجا تھا کہ سنن نبویہ کی تعلیم و تبلیغ کریں ان کے الفاظ ہیں اللہم انی اشہدک علی امراء الامصار فانی انما بعثتہم لیعلموا الناس دینہم وسنۃ نبیہم ویعدلوا علیہم (کتاب الخراج)
یہ تمام حضرات جو حضرت عمر کی طرف سے بلاد اسلامیہ میں تعلیم دینے کے لئے بھیجے جاتے تھے ان کا مناسب و معقول وظیفہ یقیناً جاری تھا مگر ہم اس کی تفصیل بتانے سے قاصر ہیں
امام نووی لکھتے ہیں کہ اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت عمر جواد کریم اور منصف و متقی تھے اور اہل علم کی تکریم و مساعدت فرماتے تھے۔
(تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۱۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعود جن کا اوپر ذکر گذر چکا ہے جب وہ کوفہ کے معلم اور وزیر کی حیثیت سے بھیجے گئے تو ان کا راشن بھی مقرر ہوا تھا چنانچہ علامہ ابو عبید قاسم بن سلام نے لکھا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر امیر کوفہ تھے اور حضرت عثمان بن حنیف اراضی کوفہ کی پیمائش پر مامور تھے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود معلم دین تھے ان تینوں حضرات کے لئے راشن میں ایک بکری روزانہ مقرر تھی۔ پھر حضرت عمر نے تقسیم کی تفصیل بھی تحریر کر دی تھی کہ بکری کا نصف حصہ مع اس کی کلیجی وغیرہ کے حضرت عمار بن یاسر لیں اور باقی نصف حصہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عثمان بن حنیف برابر تقسیم کر لیں۔
(کتاب الاموال ص ۹۸ و کتاب الخراج لابی یوسف ص ۴۳)

اسی طرح عبقریت عمر نامی کتاب میں ان حضرات کی تنخواہ کی تفصیل بھی منقول ہے حضرت عمار بن یاسر کا مشاہرہ چھ سو درہم تھا اور عثمان بن حنیف کا مشاہرہ ڈیڑھ سو درہم تھا اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کا مشاہرہ سو درہم تھا
(اشہر مشاہیر الاسلام ج ۱ ص ۱۹۱ عبقریت عمر ص ۱۱۱)

یہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر اپنے عمال علماء و فضلاء کے ساتھ کس طرح اعلیٰ درجہ کا برتاؤ فرماتے تھے۔ تنخواہ کے علاوہ غلہ اور بکریوں کی بڑی تعداد بھی دیتے تھے اور وقتاً فوقتاً انعامات دیتے تھے جن کی تعداد [illegible] جاتی تھی (عبقریت عمر ص ۱۶۱)

اس کے علاوہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کا وظیفہ مہاجرین میں اور اصحاب بدر میں شامل ہونے کا علاوہ تھا اصحاب بدر میں جو انصاری تھے ان کا وظیفہ چار ہزار درہم سالانہ تھا اور جو مہاجر تھے پانچ ہزار درہم سالانہ تھا (کتاب الاموال ص ۲۳۶)

علامہ ابن عبد البر نے تصریح کی ہے کہ عبد اللہ مسعود مہاجرین میں سے تھے۔
(الاستیعاب ج ۱ ص ۳۵۹)
حافظ ذہبی نے تصریح کی ہے کہ آپ اصحاب بدر میں سے بھی تھے (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۴)
اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ وزارت تعلیم کے مشاہرہ کے علاوہ ان کا مستقل وظیفہ ۵ ہزار سالانہ علاوہ تھا علاوہ ازیں حضرت عبد اللہ بن مسعود حضرت عمار بن یاسر نے نہرین اور راستیا میں کوفہ کے قریب مستقل جاگیریں اور جائیدادیں بھی حضرت عمر کی طرف سے عطا کی گئی تھیں ان زمینوں کو ان حضرات نے بٹائی پر دے رکھا تھا (کتاب الخراج لابی یوسف ص ۴۳)
حضرت عمار بن یاسر کا مستقل وظیفہ چھ ہزار درہم سالانہ مشاہرہ کے علاوہ تھا۔ (کتاب الاموال ص ۲۳۶)

حضرت معاویہ امیر شام کا وظیفہ بھی بہت معقول تھا۔ علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ ان عمر بن الخطاب رزق معاویۃ علی عملہ بالشام عشرۃ آلاف دینار کل سنۃ یعنی ملک شام کے انتظام اور عمل داری کے عوض ان کو سالانہ دس ہزار دینار عطا فرماتے تھے۔

علامہ ابو عبید نے لکھا ہے کہ ایک دینار دس درہم کے برابر ہوتا ہے اور ایک درہم بقدر چار آنے کے ہوتا ہے
(کتاب الاموال ص ۵۵۵)
اس طرح ایک دینار ڈھائی روپے ہندوستانی کے برابر ہوا اس لئے حضرت معاویہ کی تنخواہ ہندوستانی روپے کے اعتبار سے ۲۵ ہزار روپے سالانہ ہوئی جب امیر شام کا اس قدر وظیفہ تھا تو ہم بآسانی قیاس کر سکتے ہیں کہ آپ نے قاضی اور معلم اور دیگر اہل علم کا وظیفہ بھی ان کی خدمات کے لحاظ سے معقول مقرر فرمایا ہوگا

حضرت عمر نے لوگوں کی خدمات کا لحاظ رکھ کر وظائف کا تقرر کیا تھا چنانچہ جب اہل بدر کا وظیفہ فی کس ۵ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا تو عمر بن ابی سلمہ کا چار ہزار مقرر کیا۔ کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا اگرچہ یہ بھی ہیں مگر غزوۂ احد میں ان کے باپ نے جو خدمت انجام دی تھی وہ ان کو نصیب نہیں ہے جس کے لئے تم اعتراض کرتے ہو آپ کے والد جانبازی کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور ان کا باپ بکریاں چرا رہا تھا۔ (کتاب الخراج ص ۵۱)

حضرت عمرؓ نے کتاب و سنت کی تعلیم پر طالبان علوم کا بھی وظیفہ مقرر فرمایا تھا چنانچہ علامہ ابو عبید نے اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔ حضرت عمر نے اپنے عمال اور حکام کے نام فرمان جاری کیا کہ لوگوں کے لئے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے پر وظیفہ جاری کرو۔ حکام نے اس پر عمل کیا لیکن ساتھ رپورٹ بھی پیش کی کہ بعض لوگ قرآن قرآن کی خاطر نہیں پڑھتے بلکہ وظیفہ کی طمع میں پڑھ رہے ہیں درحقیقت فی الواقع ؎

؎ انہیں قرآن پڑھنے اور سمجھنے کی کوئی دلچسپی نہیں ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا وظیفہ بہرحال جاری رکھو اور اس میں کسی قسم کی تقصیر اور غیر مقصدی تفریق نہ کرو۔ (کتاب الاموال ص ۲۶۱) "باقی آئندہ"

پندرہ روزہ **ترجمان** دہلی

شمارہ ۴	۱۵ فروری ۱۹۷۸ء مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ	جلد ۲۵

جشن یوم ولادت

اس دور میں جن چیزوں نے رواج عام کی صورت اختیار کر لی ہے ان میں طرح طرح کے جشن و تقریبات بھی ہیں۔ کبھی کوئی جشن کبھی کوئی تقریب۔ انہیں بے شمار تقریبات میں سے سالگرہوں اور برسیوں کی تقریبات بھی ہیں جن کی ایک رو چل پڑی ہے۔ اور جن میں کمی کے بجائے دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ آج کسی زندہ یا مردہ لیڈر کی جشن سالگرہ ہے تو کل کسی شاعر کی۔ آج صد سالہ جشن منایا جا رہا ہے تو کل کسی ادیب کا۔ یہ تقریبات کبھی کسی خاص فرد کی تحریک پر ہوتی ہیں۔ کبھی بعض اداروں کی تحریک و تجویز پر۔ کبھی ان کا اہتمام حکومتیں کرتی ہیں اور کبھی بعض جماعتیں۔ حد یہ ہے کہ بعض اسلام دشمن قومیں اسلامی شخصیتوں ۔۔۔ اور بعض مذہب بیزار حکومتیں مذہبی بزرگوں تک کی سالگرہیں اور برسیاں مناتی ہیں۔ اور ظاہر ہے سیاسی و غیر سیاسی ہزار طرح کی مصلحتیں اور مفادات وابستہ ہوگئے ہیں۔ اب ان تقریبات کے لئے مدتوں پہلے گزری ہستیاں یاد کی جا رہی ہیں۔ اور صدیوں کے بھولے بسرے سیاسی، ملی، علمی، فکری، ادبی، دینی ہر طرح کے بڑے لوگ کھوج کھوج کر نکالے جا رہے ہیں۔ اس جذبے سے نہیں کہ ان کے کارناموں کو واقعی نمونۂ عمل بنایا جائے اور ان کا طرز عمل اپنا کر خود کو ان درجات کا مستحق بنایا جائے۔ بلکہ اس کا مقصد مختلف دنیوی مصالح و مفادات ہوتے ہیں۔ ان کے صدقے طرح طرح کے "اجر عظیم" حاصل کئے جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اب مصالح و مفادات (سیاسی و غیر سیاسی) کی اہمیت اتنی بڑھ گئی ہے کہ ان کے بزرگوں اور پیشواؤں تک کو استعمال کیا جا رہا ہے اور ان کی شخصیات سے "حاجت روائی" کا کام لیا جا رہا ہے۔

کچھ حرج نہ تھا اگر اس کا دائرہ لیڈروں، نیتاؤں، شاعروں اور مفکروں تک محدود رہتا اور اسے صرف دنیوی حیثیت سے منایا جاتا۔ مگر تماشہ یہ ہو رہا ہے کہ بعض سالگرہوں اور برسیوں کو دینی حیثیت بھی دی جانے لگی ہے اور مسلمانوں نے بھی اسے دینی کام کی حیثیت سے منانا شروع کر دیا ہے۔ دین کا دائرہ متعین ہے اور اس میں یہ چھوٹ اور آزادی نہیں کہ جس کام کو چاہا دین میں داخل کر لیا اور جس پر ضرورت ہوئی دین کا لیبل لگا دیا جسے چاہا اسلامیا لیا اور جس میں افادیت نظر آئی اسے دینی کام بنا لیا۔ دنیوی امور میں ہاتھ پاؤں پھیلانا، حالات زمانہ کی رعایت سے نت نئے مشاغل اپنانا، آگے سے آگے بڑھنا اور طرح طرح کے ایجادات و اختراعات سے دنیا کو مالا مال کر دینا بے شک مستحسن اور قابل قدر قرار دیا جا سکتا ہے لیکن دینی امور میں آج کی دور خیر القرون پر نظر رکھنی اور انہیں نقوش کا تتبع کرنا قابل قدر ہوگا نہ کہ اس سے آگے بڑھنا اور اس میں اضافہ کرنا۔ آج بھی دینی کام وہی ہیں جو اس زمانہ خیر القرون میں دینی کام تھے۔ اور دینی کام انہیں کو قرار دیا جا سکتا ہے جن کا سراغ کتاب و سنت سے مل رہا ہو۔ اس سے آگے دین نہیں بدعت ہے اور قابل قدر نہیں قابل رد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات شامل کی جس کا دینی کام ہونا ثابت نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے (بخاری و مسلم) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من ابتدع فی الاسلام بدعۃ یراھا حسنۃ فقد زعم ان محمدا خان الرسالۃ، لان اللہ یقول الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ فما لم یکن یومئذ دینا لا یکون الیوم دینا جس نے اسلام میں کوئی نئی بات ایجاد کی اور اسے وہ نیکی سمجھتا ہے تو گویا اس کا گمان یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں (معاذ اللہ) خیانت کی کہ اس نیک کام کو چھپائے رہ گئے، ظاہر نہیں کیا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ (اور قیامت تک کے لئے جو کام بھی دینی کام تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا جا چکا ہے دین کا کوئی کام دین میں ظاہر کرنے کے لئے چھپا کر نہیں رکھا گیا ہے) پس جو چیز اس دن (دور رسالت میں) دین نہیں تھی وہ آج بھی دین کا کام نہیں ہو سکتی (اعتصام السنن والمبتدعات) امام شافعی فرماتے ہیں من استحسن بدعۃ فقد شرع۔ جس نے کسی نئے کام کو (جس کا سراغ قرآن و حدیث میں نہیں تھا) نیک کام سمجھا اس نے ایک نئی شریعت ایجاد کی (کیونکہ کسی کام کو نیک کام قرار دینا شارع کا کام ہے نہ کسی اور کا) حوالہ مذکور۔

یہ ربیع الاول کا مہینہ چل رہا ہے جو مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور وفات ہوئی تھی۔ مسلمانوں میں آپ کا ذکر کے (یوم ولادت کا جشن) منانے کی تیاریاں زور شور سے ہو رہی ہیں اور ہر سال اس جشن پر بے حد و حساب دولت صرف کی جاتی ہے اس پر کافی وقت خرچ کیا جاتا ہے اور کافی انرجی و توجہ صرف کی جاتی ہے اور اسے ایک بڑا عظیم دینی کام تصور کیا جاتا ہے اس جشن کو منعقد کرنے کی جرأت ان جیسی حضرات کو بھی نہیں ہوتی جو نماز زکوٰۃ حج جیسے اہم دینی فرائض تک کو بڑی آسانی سے نظر انداز کر جاتے ہیں۔

سوچنے کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت آج نہیں آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہوئی ہے اگر آپ کا یوم ولادت جنم دن منانا جشن میلاد کرنا کوئی دینی کام ہوتا اور سالگرہوں و برسیوں کی کوئی دینی حیثیت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ اپنی سالگرہ مناتے اور جشن ولادت کرتے۔ کیوں نہ صحابہ آپ کی ولادت کا جشن اور آپ کے انتقال کی برسی مناتے۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم) جیسے محبان رسول کیوں اظہار محبت کے اس طریقے سے غافل رہتے امام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد (رحمہم اللہ) جیسے ائمہ ہدیٰ کیوں اسے اختیار نہ کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت و عقیدت رکھنے والے صحابہ و تابعین علماء امت و اماں دین، کبار اولیاء و سلف صالحین کیوں نہ اسے دریافت کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کیسے جلیل القدر انبیاء پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کی سالگرہیں و برسیاں منانے کی ہدایت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ نہ آپ نے خود یہ تقریبات منائیں نہ امت کو اس کی ہدایت کی۔ آپ کی زندگی میں کیسے کیسے جلیل القدر صحابہ کی شہادت و رحلت ہوئی جن پر آپ کو رنج ہوا۔ آپ ہی کی زندگی میں آپ کے لڑکے پیدا ہوئے آپ کے نواسے حضرت حسن حسین پیدا ہوئے جو آپ کو بے حد عزیز تھے مگر آپ نے کسی کی برسی منائی نہ سالگرہ اگر ان تقریبات کو کچھ بھی دین سے تعلق ہوتا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہ اسے بتاتے اور کیوں نہ اس پر عمل کرتے اور آپ کے ایک ایک نقش پا کا اتباع کرنے والے صحابہ و تابعین اور ائمہ و بزرگان دین کیوں نہ اسے اپناتے۔ جو لوگ ادھر ادھر سے کھینچ تان کر اسے کار خیر ثابت کرتے ہیں آخر وہ اس کی توجیہ کیا کریں گے کہ وہ دور خیر القرون میں کہیں بھی تو اس کا سراغ نہیں ملتا۔ اور جو کام

چھ سو سال تک دینی کام نہیں

رہا وہ چھ سو سال کے بعد دینی کام کیسے قرار دیا گیا۔ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی کوئی شارع پیدا ہوا یا کسی کو نئی شریعت ایجاد کرنے کا حق دیا گیا؟ حافظ ابو بکر بغدادی حنفی الشہیر بابن النقطہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں ان عمل المولد لم ینقل عن السلف ولا خیر فیما لم یعمل السلف۔ میلاد کا کام سلف سے منقول نہیں ہے اور جو کام سلف نے نہ کیا ہو اس میں خیر کی کوئی رمق نہیں ہو سکتی۔

امام عبد الرحمٰن مغربی حنفی فرماتے ہیں ان عمل المولد بدعۃ لم یقل بہ ولم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء والائمۃ (فتاویٰ رشیدیہ) یہ جشن میلاد کا کام بدعت ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا یا کیا نہ خلفاء راشدین و ائمہ دین نے۔

امام احمد البصری اپنی کتاب قول معتمد میں فرماتے ہیں قد اتفق علماء المذاہب الاربعۃ علی ذم العمل بہ چاروں مذہب کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ میلاد کا عمل قابل مذمت ہے۔

اور علامہ تاج الدین فاکہانی مجلس میلاد کے ذکر میں فرماتے ہیں

ھو بدعۃ احدثھا البطالون و شہوۃ نفس اعتنی بہ الاکالون یہ مجلس میلاد بدعت ہے جسے باطل پرستوں نے ایجاد کیا ہے اور یہ حرص نفسانی ہے جس پر شکم کے پجاریوں نے توجہ دے رکھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر میلاد کا معاملہ جہاں تک ہے وہ نہایت ہی فروری

وجود و رسالت خیر و برکت ہے۔ اس سے کوئی شدید قسم کا منافق ہی روک سکتا ہے آپ کے ذکر کیا جائے گا کوئی دن و ہفتہ خالی نہیں ہے پوری زندگی اور زندگی کے سارے ماہ و ایام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہونی چاہئے آپ کا ذکر اور آپ کی سیرت پاک کا بیان ہونا چاہئے کہ مسلمان کو ہر قدم پر آپ کے نمونۂ عمل کی ضرورت ہے جو آپ کی سیرت جانے بغیر ممکن نہیں۔ مگر یہ بات دل کو کھٹکتی ہے وہ آداب دن کی تعیین اور وہ طریقے ہے جو کتاب و سنت سے ثابت نہیں۔ جس طرح [illegible] مراسم منائے جاتے ہیں دیکھے [illegible] کی نہ ہونی چاہئے۔

بلاشبہ ذاتِ رسالت فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کو حد درجہ محبت و عقیدت ہوتی ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ اس میں تشدد پیدا ان کی بحث سے صرف نظر کیا جائے۔ اور ہر امر [illegible] مشروع ہو اور اسی سلسلہ میں حرب حب نبوی کو معیار قرار دیا جائے کہ حق و محبت کے باب میں ان سے زیادہ رہنمائی کا حق اور کس کو ہوگا، لیکن ایک الجھن اس راہ کی یہ ہے کہ وہ جگر جگر فداہ ابی و امی ایک بزرگ شخصیت کی انتہائی قربانی ہے اور جس کے ساتھ محبت و عقیدت ایک مقصد کی خاطر اور ایک نصب العین کے تحت ہونی چاہئے [illegible] نظر انداز کر کے [illegible] وہ قرون میں [illegible] ہوئے [illegible] حضرت [illegible] [illegible]

[illegible] اس طرح [illegible] محبت [illegible]

[illegible] کے علاوہ یہ [illegible] بیان نام لے [illegible] تعظیم نہیں کہلاتا یا یہاں ذکر حبیب پر سر دھننا اور وجد و رقص کرنا عقیدت قرار نہیں پاتا بلکہ پیغمبر کے ساتھ محبت کا آغاز ایک مخصوص فلسفۂ حیات ماننے سے ہوتا ہے اور ایک حسین نصب العین کو اپنانے سے ابھرتا ہے اور پھر اس اصول کے متعلقات و فروعات پر عمل پیرا ہونے سے ترقی پذیر ہوتا ہے پیغمبر جس پیغام کو لے کر آتا ہے وہ اصول و عمل کی مجموعیت ہوتی ہے ذات و شخصیت کی محبوبیت نہیں مسلمانوں میں جب تک دین کا یہ تصور قائم رہا وہ کردار و عمل سے آراستہ رہے اور انہوں نے اسوۂ پیغمبر کا تتبع کیا لیکن جب ان کی عقیدت و محبت نے غلط رخ اختیار کیا اور ان پر شخصیت پرستی غالب آگئی تو وہ دوسری شخصیت پرست قوموں کی طرح راہ راست سے بھٹک گئے اور طرح طرح کی بدعات و خرافات میں پڑ گئے زیر بحث مسئلہ جشن میلاد ہے جو شخصیت پرستی ہی کی کوکھ سے نکلا ہے اور انہیں قوموں میں یہ روایت پایا جاتا ہے جو توحید خالص کے بجائے اشخاص پرستی میں مبتلا ہوتی ہیں اس موقع پر یہ بات بھی عرض کر دوں کہ اسلام میں کسی شخص کی پیدائش و جنم دن کوئی اہم بات نہیں ہے اور نہ اس کا شرف و فضیلت کا معنی نہیں ہوتا بلکہ اس کا معنی تقویٰ و عمل ہوتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (قرآن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و بزرگی یہ نہیں ہے کہ آپ پیدا ہوئے بلکہ آپ کی فضیلت و بزرگی یہ ہے کہ آپ نے انسانوں کو ان کا صحیح مقصد حیات سمجھایا انہیں زندگی کا صحیح [illegible] دیا اور ایسا نمونۂ عمل چھوڑ گئے جس کو اختیار کر کے انسان کو اس کا صحیح مقام مل گیا اسے انسانیت کا شرف و کمال حاصل ہوگیا اور آپ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے مقصد اس ڈھنگ اور آپ کے اسوہ کو اپنایا جائے یہ [illegible] مشاغلے یہ جھنڈیاں اور قمقمے اور یہ [illegible] جیسے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ [illegible] آپ کی زندگی میں ان کی [illegible] کا سراغ ملتا ہے نہ یہ چیزیں اسلامی مزاج سے مطابقت رکھتی ہیں۔ یہ [illegible] بدعات و خرافات ہیں [illegible] ہرگز [illegible] نہیں ہیں دینی کام نہیں ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن نوری انتقال فرما گئے

جماعت اہل حدیث کشمیر کے بیدار مغز عالم اور خوش بیان مقرر و خطیب جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب نوری [illegible] کو انتقال فرما گئے مرحوم [illegible] تعمیرات کو [illegible] سرینگر میں دس ہزار سے زیادہ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور مرحوم کو سپرد خاک کیا انا للہ و انا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے ان پر اپنی رحمتوں کا فیضان کرے انکی قبر کو نور سے بھر دے اور انہیں جنت الفردوس عطا کرے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں صدیقین و شہداء و صالحین کے ساتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ ان کے جملہ پسماندگان کو صبر و اجر عطا کرے اور ان کا داعی و دائمی [illegible] ہو اور ان کی رحلت سے جماعت اہل حدیث کشمیر میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اسے پر فرمائے۔ آمین

مرحوم کے گلے میں تکلیف ہو گئی تھی کشمیر میں حتی المقدور اس کا علاج ہوا پھر مزید علاج کے لئے وہ دہلی لائے گئے مگر بدقسمتی سے مرض جواب ترک لاعلاج ہی ثابت ہوا ہے اس میں یہاں بھی کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر مایوس ہو کر سرینگر واپس ہو گئے اور جب وقت موعود آپہونچا اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ۳ر فروری جمعہ کے بعد نماز جمعہ مسجد کلاں اہل حدیث صدر بازار میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی رحمہ اللہ وغفر لہ

جناب غلام نبی ہارون صاحب کشمیری نے ہمیں بتایا کہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب نوری کے والد جناب نور الدین صاحب پہلے بڑے کٹر بدعتی تھے لیکن بعد میں بدعات سے تائب ہو کر سچے موحد بن گئے۔ وہ بڑے اچھے نعت خواں تھے اور جس جگہ بھی جناب میرواعظ مولوی احمد اللہ صاحب مرحوم کی وعظ خوانی ہوتی نور الدین صاحب وہاں نعت پڑھا کرتے تھے آواز میں بڑی مٹھاس اور دلکشی تھی اور آواز کی یہ مٹھاس و دلکشی مولانا عبدالرحمٰن صاحب نوری کو وراثت میں ملی تھی مرحوم مولانا نوری صاحب بھی نہایت خوش بیان مقرر تھے ان کی تقریر بہت ہی موثر و دلپذیر ہوا کرتی تھی۔ بنا اختلاف مسلک و مشرب میں نے بھی ایک بار ان کی تقریر سنی ان دونوں ان کی مجالس وعظ میں شرکت کا متمنی و شائق رہتا تھا مشکل ہی تھا کہ ان کے وعظ کا اعلان ہو اور وہ ان کی وعظ سننے کے لئے کھنچا ہوا چلا نہ آئے۔ سامعین ان کی تقریر اس قدر توجہ و دلچسپی و دلجمعی کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے کہ پیشاب وغیرہ کی ناگزیر ضرورت پر بھی بمشکل ہی اٹھتے تھے۔

مرحوم سرینگر میں کنز کدل کے رہنے والے تھے۔ ان کو بچپن میں ان کے والد نے دستکاری سیکھنے کے لئے ایک بات بڑے موحد دستکار کے پاس بٹھا دیا تھا جو غالباً [illegible] دستکاری کیا کرتے تھے وہ چونکہ بڑے موحد آدمی تھے اس لئے ان کے پاس شرک و توحید پر بحثیں ہوا کرتی تھیں مولانا کے لئے وہ بحثیں بڑی مہمیز ثابت ہوئیں اور انہیں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ انہوں نے دستکاری چھوڑ دی سرینگر میں اس وقت دینی تعلیم کے لئے کوئی باقاعدہ درسگاہ نہ تھی۔ علم دین کے شوقین طلبہ علمائے کرام کے گھر جا جا کر ان سے درس لیا کرتے تھے چنانچہ مرحوم مولانا نوری صاحب نے بھی بعض علماء کی طرف رجوع کیا۔ مولانا بہت ذہین تھے ادھر علم دین حاصل کرنا شروع کیا اور ادھر سرکاری تعلیم کے لئے بھی اسکول میں داخلہ لے لیا۔ اور دینی و دنیوی دونوں علوم حاصل کئے اور اس سے فراغت کے بعد گذر اوقات کے لئے ایک سرکاری اسکول میں مدرس ہو گئے اور علم دین علم کتاب و سنت کی اشاعت و نشر و حفاظت کا جو قابل قدر جذبہ ان میں تھا اس کے تحت انہوں نے اپنے گھر پر دینی تعلیم و تدریس کا سلسلہ مفت لوجہ اللہ جاری کیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ جماعت اہل حدیث کشمیر کے بیشتر علماء موجودین ان کے شاگرد ہیں مولانا کے دل میں دین و علم دین کی خدمت کا بہت زیادہ جذبہ تھا اور حتی المقدور وہ اس کوشش میں لگے رہتے تھے۔ مولانا کی مالی حالت کمزور تھی لیکن تدین کا یہ عالم تھا کہ آٹھ دس سال پہلے کی بات ہے جب بڑی عسرت و تنگی میں ان کی بسر اوقات ہو رہی تھی کسی نہ کسی طرح انتظام کر کے حج بھی کر آئے اور حج کے لئے ان کے اندر جو بیتابی و اشتیاق تھا عسرت کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے وہ اشتیاق پورا کر دیا طلب صادق و جذبہ مخلصانہ کی اللہ ہی قدر کرتا ہے۔

تین چار سال ہوئے وہ سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو گئے تھے لیکن گھر پر دینی تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا تھا اور جامع مسجد اہل حدیث گوجوارہ بازار سے بالکل متصل زمین کا ایک پلاٹ حاصل کیا تھا جس پر دینی درسگاہ قائم کرنے کا عزم تھا اور اس کے لئے بہت بیتاب رہا کرتے تھے مولانا نے اپنی صوبائی جمعیۃ اہل حدیث سے بھی اس کے قیام و تعمیر میں تعاون کی درخواست کی تھی چنانچہ غلام نبی ہارون صاحب نے جو اس وقت ناظر تعمیرات تھے اس پلاٹ پر درسگاہ کا نقشہ بنانے کے لئے ایک انجینئر کی خدمات بھی حاصل کر لی تھیں مگر اس سے پہلے کہ مرحوم اس جگہ اپنی آنکھوں سے درسگاہ کی تعمیر اور اپنی آرزو کی تکمیل دیکھ لیتے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اب یہ وہاں کی جماعت کا کام ہے کہ وہ اس دینی کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے اور مرحوم کی اس نیک آرزو کو پوری کرے حیرت اور نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ جماعت اہل حدیث کشمیر جو کافی متحرک و فعال نظر آتی ہے اب تک پوری ریاست میں ایک بھی باقاعدہ کی جماعتی دینی درسگاہ قائم نہ کر سکی جبکہ [illegible] بیت میلہ کا اجلاس جو سال گزشتہ اکتوبر ۸۲ء میں جب ہم لوگ سرینگر گئے تھے تو ذمہ داران جماعت کو اس طرف خصوصی توجہ دلائی گئی تھی اور ان حضرات نے وعدہ فرمایا تھا کہ عنقریب اس کمی کو پورا کر دیں گے۔ خدا کرے ان کا وعدہ پورا ہو اور ایک اچھی جماعتی درسگاہ جو ایک نہایت ہی اہم ضرورت ہے وہاں قائم ہو جائے۔ آمین۔

مولانا سیف الرحمٰن بی۔ اے

تمباکو نوشی کے متعلق علماء حجاز کے فتاوے

آج کا نوجوان کئی فضول اور بیہودہ عادات کا عادی ہے ان میں سے ایک عادت تمباکو نوشی بھی ہے اس کے متعلق ڈاکٹروں اور یونانی حکیموں نے متفقہ طور پر فیصلہ دیا ہے کہ یہ صحت انسانی کے لئے مہلک اور تباہ کن ہے۔ اس کے پینے سے نہ تو انسان کے جسم میں خون کی افزائش میں مدد ملتی ہے اور نہ ہی اس سے گوشت پوست کا کچھ بھلا ہوتا ہے بلکہ اس سے نظام اعصاب شدید متاثر ہوتے ہیں۔ جس کے باعث اعصابی قوی ضعیف و نڈھال ہو جاتے ہیں اور ایک بیس سالہ نوجوان اپنی اعصابی کمزوری کے باعث ایک سن رسیدہ اور معمر انسان کی طرح کام کاج سے کنی کتراتا اور آرام کا طالب ہوتا ہے کبھی قوت حافظہ کی کمزوری کی شکایت کرتا ہے کبھی اعضاء شکنی محسوس کرتا ہے پھر علاج کرانے دوڑتا ہے کبھی درد سر رفع کرنے کے لئے اسپرین استعمال کرتا ہے اور کبھی چائے کا استعمال ضروری سمجھتا ہے غرض مرض سے نا آشنا رہتا ہے وہ ڈاکٹروں اور حکیموں کی طرف رجوع کرتا ہے مگر پریشان رہتا ہے کیونکہ مرض کا جو اصلی سبب ہے وہ بدستور جاری رہتا ہے یعنی تمباکو نوشی۔

ویسے تو جسم کے کسی بھی حصہ کو فائدہ مند نہیں ہے لیکن پھیپھڑے کے لئے شدید نقصان دہ ہے اس کے کثرت استعمال سے پھیپھڑے میں ایک پھوڑا جنم لیتا ہے جسے سرطان (کینسر) کہتے ہیں برطانیہ میں ۱۹۵۰ء میں ایک طبی بورڈ بنایا گیا تھا جس کا مقصد اس کی مضرات پر غور کرنا تھا چنانچہ اس نے اپنی ریسرچ کی رپورٹ میں بتایا کہ کثرت اموات کی واحد وجہ پھیپھڑے کا سرطان ہے جو تمباکو نوشی سے جنم لیتا ہے نیز انہوں نے بتایا ۱۹۶۲ء میں ایک سال میں ۲۲ ہزار انسان پھیپھڑے کے سرطان کی وجہ سے لقمۂ اجل بنے سگریٹ نوشی اور تمباکو خوری کے متعلق ماہرین صحت نے فیصلہ دیا ہے کہ یہ انسانی صحت کے لئے نہایت مضر ہے اور اس سے سرطان کا مرض پیدا ہو سکتا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد امریکہ، یورپ اور ہندوستان میں یہ قانون بن گیا ہے کہ سگریٹ کے ہر پیکٹ پر لازماً یہ لکھا جائے کہ سگریٹ نوشی آپ کی صحت کے لئے مضر ہے۔ ہمارے ملک کے ارباب بست و کشاد کو خصوصاً اور مملکت کے سربراہ کو بالخصوص اس طرف متوجہ ہونا چاہئے اور مذکورہ بالا غیر مسلم ممالک کے اس فیصلے کی تقلید کرنی چاہئے بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ کر ایک ایسا قانون نافذ کریں جس کی رو سے کم از کم بیس سال کی عمر تک سگریٹ نوشی کی مکمل ممانعت ہو۔ علاوہ ازیں اس میں اتلاف مال ہے حالانکہ خداوند قدوس نے مال ضائع کرنے اور اس میں اسراف و تبذیر سے سختی سے منع کیا ہے چنانچہ ایک مقام پر فرمایا ولا تبذر تبذیرا۔ (بنی اسرائیل)

دوسرے مقام پر فرمایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین "کھاؤ پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو کیونکہ اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الاعراف)

سوچو کائنات ہوتے ہی مال ضائع کرنے سے روکا ہے آپ ہی بتایئے کہ اپنے مال کو خود اپنے ہاتھ سے آگ لگا کر جلانا اس سے بڑا ضیاع اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیا دانشمندوں اور خرد مندوں کو زیب دیتا ہے کہ اپنے مال کو اپنے ہاتھ سے جلا کر خاک کریں۔

اس کی بو نہایت کریہہ ہوتی ہے تمباکو نوش کے پاس دوسرا آدمی نہیں بیٹھ سکتا کیونکہ اس کے دھوئیں سے اس کا سر چکرانے لگتا ہے جی متلاتا ہے اور بسا اوقات کھانسی آنے لگتی ہے مگر نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سگریٹ نوش اپنے پاس بیٹھے ہوئے ساتھیوں کا قطعاً لحاظ نہیں کرتا بلکہ موٹر، تانگہ اور ریل گاڑی میں بیٹھ کر سب سے پہلا کام سگریٹ نوشی کا کرتا ہے اور ساتھ والے مسافروں کی اذیت کا باعث بنتا ہے۔ راقم الحروف کو کئی مرتبہ ایسے واقعات پیش آچکے ہیں بالآخر تنگ آکر اسے سگریٹ بجھانے کی استدعا پر مجبور ہونا پڑا۔

بدبو دار چیز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت نفرت تھی آپ نے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لہسن پیاز اور ایسی کھا کر مسجد میں آنے سے منع[1] فرمایا۔ کیونکہ ان کے کھانے سے منہ سے بو آتی ہے۔ پاکیزہ اشیاء کا یہ حال ہے کہ بو کی وجہ سے انہیں کھا کر مسجد میں آنے کی اجازت نہیں۔ تو ایسی شے جو مسکرات اور مخدرات کے زمرہ میں نہیں بلکہ ایک زہریلی اور بدبودار بوٹی ہے جسے حیوان بھی کھانا پسند نہیں کرتے اسے کھانے پینے کی اجازت کب ہو سکتی ہے؟

بعض لوگوں کا اس معاملے میں نقطۂ نظر یہ ہے کہ تمباکو ان اشیاء میں سے ہے جن کے متعلق آنحضرت صلعم نے سکوت فرمایا۔ حالانکہ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ کیونکہ اس کا استعمال آپ کے عہد مبارک میں نہیں تھا بلکہ ایک ہزار سال بعد ہوا۔ ان لوگوں نے اتباع ہوا کے جال میں پھنسنے کی وجہ سے اس میں جواز پیدا کرنے کے لئے ادھر ادھر کی بے تکی باتیں کہیں اور سند جواز پیش کرنے کی ناکام دوڑ دھوپ کی ہے جو صرف تکلفات پر مبنی ہے بہر حال یہاں پر چند مستند علماء کے فتاوے پیش کرنا مقصود ہے جو اہل بصیرت اور حقیقت کے متلاشیوں کے لئے کافی ہیں لہٰذا یہ فتاوے جو ایک ہفت روزہ عربی رسالہ "الدعوۃ" سے منقول ہیں۔ پیش خدمت ہیں۔ یہ رسالہ ریاض میں شائع ہوتا ہے یہ شمارہ نمبر ۲۰۲ بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ ہے

۱۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم سعودی حکومت کے سابق مفتی کا فتویٰ۔

مجھ سے تمباکو کے متعلق سوال کیا گیا کہ جاہل اور کوتاہ اندیش اس پر فریفتہ ہیں اور کثرت سے استعمال کر رہے ہیں اس کی حلت و حرمت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

الجواب:-

ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ اور ان کے مشائخ کے نزدیک اور تمام محققین علماء کے نزدیک جو عام شہروں میں شہرت پذیر ہیں اس کا استعمال شرعاً و عقلاً حرام ہے۔ یہ حرمت کا فتویٰ علماء نے اس وقت صادر کیا تھا جب ۱۰۱۲ھ کے لگ بھگ یہ بوٹی مصر میں وجود میں آئی تھی۔ یہ فتویٰ اصول شریعت اور حفظان صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھ کر دیا گیا ہے کتاب و سنت اور عقل سلیم بھی اس کے متقاضی ہیں کہ اس پر حرمت کا اطلاق کی جائے اور مستند اطباء کی رائے بھی یہی ہے۔

فتویٰ کی اصل عبارت مندرجہ ذیل ہے

سئلت عن حکم التنباک الذی ادمن بشربہ کثیر من الجہال والسفہاء مما یعلم کل احد تحریمنا ایاہ نحن ومشائخنا ومشائخ مشائخنا ومشائخہم وکافۃ المحققین سواہم من العلماء فی عامۃ الامصار من لدن وجودہ بعد الالف بعشرۃ اعوام وتحریمہا حق بینا ھذا استنادا علی الاصول الشرعیۃ والنقول المرعیۃ وتحریمہ بالنقل الصحیح والعقل الصریح۔ وکلام الاطباء المعتبرین الی آخر کلامہ۔

۲۔ فضیلۃ الشیخ عبد الرحمٰن مصری کا فتویٰ۔

آپ فرماتے ہیں کہ تمباکو نوشی اور تمباکو کی تجارت اور اس میں اعانت کرنا تمام امور حرام ہیں۔ کسی مسلمان کے لئے اس کا پینا جائز نہیں اور دیگر طریقوں (نسوار وغیرہ) سے بھی اس کا استعمال ممنوع ہے اس کی تجارت بھی ناجائز ہے جو شخص تمباکو پینے یا کھانے کا عادی ہو چکا ہو اسے چاہئے کہ بارگاہ ایزدی میں خلوص قلب سے توبہ کرے جس طرح دیگر گناہوں سے توبہ کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عموم نص میں شامل ہے جو اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہے یہ لفظی و معنوی عموم کو شامل ہے اس میں دینی اور مالی نقصان الگ ہے اس کی حرمت کے لئے ایک نقصان کافی ہے لیکن جس میں ہر طرح کا نقصان ہو اس کا کیا حال ہوگا؟ پھر اس کی حرمت کے دلائل بیان کئے ہیں۔

فتویٰ کا اصل متن درج ذیل ہے

قال اما الدخان شربہ والاتجار بہ ...

---

[1] نہ صرف منع نہیں بلکہ فرمایا:۔ فلا یاتین المساجد (مسلم ص ۲۱۰) اگر کوئی شخص کھا کر آ جاتا تو اسے مسجد سے نکلوا دیا جاتا اذا وجد ریحہا من الرجل فی المسجد فاخرج بہ (مسلم ص ۲۱۰) نہ صرف یہ کہ اسے مسجد سے نکلوا دیا جاتا بلکہ گھوڑے کی بجائے مدینہ کے معروف قبرستان بقیع کی طرف نکال دیا جاتا (تعزیراً) فاخرج بہ الی البقیع (مسلم ص ۲۱۰) حالانکہ آپ نے ان کو حرام نہیں کہا بلکہ ان کی بو سے نفرت کی ہے چنانچہ اس کے خلاف اس شدید رد عمل کا یہ نتیجہ نکلا کہ صحابہ ان کو حرام کہنے لگ گئے۔ مگر آپ نے فرمایا میں انہیں حرام نہیں کہتا بلکہ اس کی بو سے نفرت کرتا ہوں فقال الناس حرمت حرمت فبلغ ذلک النبی فقال یا ایہا الناس انہ لیس بی تحریم ما احل اللہ لی ولکنہا شجرۃ اکرہ ریحہا (مسلم ص ۲۱۰) مزید دیکھئے۔

والاعانة على ذلك فهو حرام لا يمكن لمسلم تعاطيه شربا واستعمالا وعلى من كان يتعاطاه ان يتوب الى الله تعالى من جميع الذنوب وذلك لانه داخل فى عموم النص الدالة على التحريم ما دخل فى لفظها العام وفى معناها وذلك لمضارة الدينية والبدنية والمالية التى تكفى بعضها فى الحكم بتحريمه فكيف اذا اجتمعت۔

۳۔ فقہائے حنفیہ کے ایک متبحر عالم شیخ محمد علی کا فتویٰ۔

انہوں نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس کا نام الجواب المحسن فی تحریم الدخان والتتن ہے اس میں انہوں نے تمباکو نوشی کی حرمت چار وجوہات سے بیان کی ہے۔

ا۔ یہ صحت کے لئے مضر ہے جیسا کہ مستند حکماء اور ماہر اطباء کی رائے ہے ایسی چیز جو ذرست کھنے ملک ہو اس کا استعمال مطلقاً طور پر ممنوع ہے۔

۲۔ یہ ان اشیاء میں سے ہے جن کو ڈاکٹر اور اطباء مخدرات (اعصاب میں کمزوری اور سستی پیدا کرنے والی اشیاء) میں سے شمار کرتے ہیں اور ایسی اشیاء جن قبیل مخدرات ہیں ان کے استعمال کی حدیث شریف میں ممانعت ہے جیسا کہ حضرت ام سلمہ کی روایت ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔

۳۔ اس کی بو کریہہ (گندی) ہوتی ہے جو لوگ اسے استعمال نہیں کرتے انہیں اس کی بو سے سخت اذیت پہنچتی ہے۔ خصوصاً نماز اور دیگر ایسے اجتماعات کے موقع پر لوگوں کی اذیت رسانی کا موجب ہوتا ہے بلکہ فرشتوں کے لئے تکلیف اور ایذا کا باعث بنتا ہے۔

۴۔ اس میں اسراف اور تبذیر ہے کیونکہ اس میں ذاتی طور پر بھی نفع نہیں اور مضرات سے خالی نہیں بلکہ تجربہ کار لوگوں نے اس کے نقصانات بیان کئے ہیں۔

۴۔ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن کا فتویٰ۔

انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام نصیحۃ الاخوان عن استعمال الدخان رکھا ہے اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ شریعت کے علاوہ عقل بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ تمباکو استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ اس سے پرہیز حفظان صحت کا موجب ہے اور صحت اللہ تعالیٰ کی ایک انمول اور لا ثانی نعمت ہے اور تمباکو کا استعمال اس کی کمزوری کا باعث

نہ رواہ ابوداؤد ۱۳ زبیدی

ہے جو ہلاکت کا پیش خیمہ ہے جیسا کہ اہل خرد اور دانا لوگ اس سے آگاہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو پھر کتاب و سنت سے دلائل بیان کئے ہیں اور محققین علماء کے اقوال اور مستند ڈاکٹروں کی آراء کا ذکر کیا ہے اصل عبارت درج ذیل ہے قال ان من العقل نقلا عن الشرع وجوب اجتناب استعمال التتن حفظا للصحۃ التى هى من الله اعظم نعمة وصحة ودفعا للداء الضعف الذى هو مقدمة الهلاك والدمار كما هو معلوم لذوى العقول السليمة كيف وقد قال الله تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة۔

اب ان نامور اور مشہور علماء کے فتاوے سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ تمباکو کا استعمال اکلاً و شرباً حرام اور ممنوع ہے بلکہ اسے استعمال کرنا اسے استعمال میں لانے والے کی اعانت کرنا بھی اسی زمرہ میں ہے۔

فقہائے مالکیہ کے نزدیک ایسا شخص جو تمباکو استعمال کرتا ہو وہ پیش امام ہونے کا اہل نہیں چنانچہ مجلہ رابطہ عالم الاسلامی بابۃ رمضان المبارک ۱۳۹۶ میں فضیلۃ الشیخ ابراہیم محمد سرسیق کا ایک طویل مضمون بعنوان النقد واشباب الاسلام من التدخين طبع ہوا تھا اس میں تمباکو کی مضرات سے مفصل بحث کی گئی ہے۔ آخر میں فضیلۃ الشیخ خالد بن احمد مالکی کا فتویٰ شائع کیا ہے لیکن کاتب کی سہو سے "لا" کا حرف ساقط ہو گیا اور عبارت یوں لکھی گئی بانہ لا تجوز امامۃ من یشرب التتن ولا یجوز الاتجار بہ ولا معاملیکر چنانچہ اس سلسلہ میں فضیلۃ الشیخ محمد سعید الماموری رئیس التحریر رابطۃ العالم الاسلامی سے رابطہ پیدا کیا گیا اور ان سے بذریعہ مکتوب اس فتویٰ سے متعلق استفسار کیا۔ اس کا جواب انہوں نے جو ذیل الفاظ میں دیا وانما ما ذکر فہو حول مقال الشیخ ابراہیم محمد سرسیق فالحقیقۃ انہ خطاء مطبعی فی العبارۃ حیث ان مکتوبا هى وقد افتى الشيخ خالد بن احمد من فقهاء المالكية بانه لا تجوز الاتجار به ولا معامليكر۔

تو اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مالکیہ کے نزدیک اس کی تجارت بھی حرام ہے اور ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا بھی ناجائز ہے۔

آخر میں میں اپنے مسلمان بھائیوں خصوصاً نوجوانان ملت سے اپیل کروں گا کہ وہ کول

اور کالج جاتے وقت یا واپسی پر یا دوران تعلیم کسی وقت بھی سگریٹ جیسی بیہودہ اور مضر عادت کا ارتکاب نہ کیجئے۔ اسے ترک کرنے سے آپ کی صحت میں کوئی بگاڑ یا خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ کا جسم ایک زہریلی بوٹی کے مہلک اثرات سے محفوظ ہو جائے گا اور وہ دولت جو آپ کے والدین نے خون پسینہ ایک کرکے حاصل کی ہے وہ ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائے گی۔ اگر لاری یا موٹر میں بیٹھ کر آپ کو کھانے پینے کا شوق ضرور پورا کرنا ہے تو آپ موجودہ وقت کے پھلوں سے کام و دہن کی لذت کا سامان کریں جو آپ کی صحت کے ضامن ہیں جو اہل جنت کی خوراک ہوں گے جن سے قلب کو فرحت اور دماغ کو سکون حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس قبیح اور فضول عادت سے محفوظ رکھے اور جو اس کے استعمال کے عادی ہو چکے ہیں انہیں ترک کرنے کی توفیق بخشے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز (بشکریہ محدث لاہور)

اعلان منجانب ضلعی جمعیۃ اہلحدیث بیچھا

جملہ کے تمام اسلامی مدارس کے نظماء سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے سفراء کو ہمارے یہاں اس وقت تک مدارس کے چندے کے لئے نہ بھیجیں جب تک کہ وہ

(۱) مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند دہلی

(۲) صوبائی جمعیۃ اہلحدیث مغربی یوپی آگرہ سے تصدیقی سرٹیفکٹ حاصل نہ کرلیں نیز ضلع بریلی کی سفارت کرنے کے لئے ضروری ہوگا کہ سفراء حضرات ضلعی جمعیۃ اہلحدیث قصبہ بیچھا (ضلع بریلی) کے صدر جناب حاجی عبدالمالک صاحب ساکن رچھا سے بھی تصدیقی سرٹیفکیٹ حاصل کرلیں۔

اسلم حسین ناظم اعلیٰ ضلعی جمعیۃ اہلحدیث قصبہ بیچھا

جمعیۃ اہل حدیث شہر مالیگاؤں کا ماہانہ پروگرام

عوام کے اذہان و قلوب کو وحدانیت کے ترانے سے مسحور کرنے کے لئے اور ان کے اذہان و قلوب میں حقانیت و صداقت کوٹ کوٹ کر بھرنے کے لئے شہر مالیگاؤں میں ۱۳ جنوری بروز جمعہ بعد نماز عشاء مالیگاؤں کی جمعیۃ اہل حدیث نے ایک ماہانہ پروگرام کی بنیاد ڈالی جو اس سے پہلے جمعہ وار درس قرآن کے نام سے موسوم تھا یہ پروگرام جامع مسجد اہل حدیث موتی پورہ مالیگاؤں میں ہوا جلسہ کا آغاز قاری عبدالمعبود صاحب فیضی کی قرأت سے ہوا۔ اس کے بعد مقامی جمعیۃ کے تابع جامعہ محمدیہ کے دو طلبہ نے تقریریں کیں۔ اس جلسہ کے مقرر خاص جامعہ کے مدرس

حضرت مولانا ظفر الحسن صاحب سلفی تھے مولانا موصوف کی تقریر اسلامی معاشرہ میں تبلیغ کی ضرورت اور نوجوانان مسلم کی تن آسانی پرستی۔ آپ کی تقریر بہت مدلل مؤثر تھی کہ سامعین از اول تا آخر ہمہ تن گوش رہے اور سامعین کی عجیب کیفیت نظر آتی۔

جلسہ بڑا ہی کامیاب رہا۔ کافی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جمعیت کے علاوہ شہر مالیگاؤں کے دیگر باشندوں نے بھی اس دینی بزم میں شرکت کی۔ اہلحدیثوں کے علاوہ دیگر لوگوں نے نیک تاثرات کا اظہار کیا۔ مستورات کے لئے خاص انتظام تھا۔ امید ہے کہ آئندہ بھی علم دین کے شیدائی اس بزم سے مستفیض ہوں گے

محمد شریف تبسمی متعلم جامعہ محمدیہ مالیگاؤں

جمعیۃ اہل حدیث ضلع ۲۴ پرگنہ کی علاقائی تشکیل

۲۶ جنوری ۷۸ء ۹ بجے دن کاکی ناڑہ میں کلکتہ اور مضافات کے اراکین اور عام افراد کا اجتماع بحسن و خوبی انجام پذیر ہوا جس میں ضلع ۲۴ پرگنہ کی علاقائی تشکیل عمل میں آئی اور کارکردگی کی سہولت کے لئے مقامی عہدہ داران اور نمائندے منتخب کئے گئے

اسمائے عہدہ داران

سرپرست محمد عبداللہ انصاری (انجینئر) گوری پور۔ صدر مولوی محمد ظہیر الدین کاکی ناڑہ
سکریٹری محمد ادریس انصاری کاکی ناڑہ۔
نائب سکریٹری محمد ناصر علی انصاری بی۔ اے ادیب کامل (علیگ)
نمائندگان۔ سکریٹی: شوکت علی۔ محمد زبیر
ٹیٹاگڑھ: محمد منصور۔ عبدالجبار
کاکی ناڑہ: محمد ادریس۔ عبدالستار
حاجی نگر: محمد ناصر علی انصاری۔ شیخ محمد وکیل
محمد ناصر علی انصاری حاجی نگر ۲۴ پرگنہ

اطلاع برائے کشمیری طلبہ

کشمیر سے آنے والے طلبہ یوپی میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایسے وقت آتے ہیں جبکہ یہاں تمام مدارس میں داخلہ بند رہتا ہے جس کی وجہ سے آنے والے طلبہ کو یہاں پہنچ کر نہایت پریشانی ہوتی ہے یوپی میں تقریباً ہر دینی ادارے میں ۵ شوال سے لے کر ۲۰ شوال تک داخلہ ہوتا ہے لہٰذا داخلہ کے خواہشمند طلبہ ۵ شوال سے پہلے آجایا کریں۔

آپ کا خیر اندیش
سید غلام حسین مشتاق کشمیری
سکریٹری کشمیری اسٹوڈنٹس یونین دارالعلوم دیوبند

گزشتہ سے پیوستہ

حکیم مولانا عصمت اللہ صاحب رحمانی مئوی

کمالات مولانا مرحوم دینی جوش و حمیت کے پیکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ماہر طبیب، بہترین عالم اور خوش فکر شاعر بھی تھے۔ طالب تخلص فرماتے تھے اور اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ان کا ایک شعری مجموعہ "روض الازھار فی مناقب الاخیار" کے نام سے موجود ہے جس میں بہت سے عربی قصائد، اردو فارسی نظمیں اور رباعیات وقطعات موجود ہیں۔

مولانا اگرچہ قرآن وحدیث فقہ، اصول فقہ منطق وفلسفہ وادب سب پر عبور رکھتے تھے لیکن ان کا رجحان زیادہ تر عربی زبان وادب کی طرف تھا اور منطق وفلسفہ بالکل معمولی۔ بلکہ صرف اصطلاحات کی حد تک جاننے کے قائل تھے چنانچہ عربی قصائد وغیرہ کی تعداد ان کے مجموعہ کلام میں زیادہ ہے اور ہر ایک ان کے عربی ذوق وادب پر شاہد عدل ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۳۳۲ھ میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے موقع پر مولانا نے ایک طویل قصیدہ پیش کیا تھا اس کے پڑھنے سے جہاں مولانا کی ادبی صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے وہیں ان کے دینی ومذہبی جوش وحمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

نعم ربک الالٰہ بعثت فینا
رسولا صادقا للمتقینا
الا یعنی الغبی اذ لمن اتانا
رؤفا رحمۃ للعالمینا
رحمی الناس اللذین لقدرونا
رجالا غیرہ ولقد نصینا
وربرنا الذنا ثم لعتذ
وحمد ثم طریق الجا علینا
الا لا تحلو اذیا لامینا
وکفر القوم منا متقینا
بفضل اللہ لحن موحدونا
نطیع رسولنا متشرعینا
اذا قمنا الرب العالمینا
فیظہر ایننا من مجرمینا

اسی طرح حضرت جلالۃ الملک امام عبد العزیز بن عبد الرحمٰن الفیصل آل السعود نے جب شریفین کی حکومت کا استیصال فرمایا اور عادل اسلامی حکومت قائم فرمائی تو مولانا مرحوم نے سلطان موصوف کی خدمت میں خط کے ذریعہ مبارکباد پیش کی ساتھ ہی ایک عربی قصیدہ بھی ارسال کیا جس کے چند اشعار بطور نمونہ ذکر کئے جاتے ہیں

الٰہ العالمین لک الثناء
الیک انابۃ وبک اعتداد
وانک مالک ملک حکیم
تفعل ما ترید وما تشاء
دقسع قول من یدن عوک سرا
لدیک الجہر والاخفی سواء
الا منہم امام الناس شل عبد العزیز
عزیز الیوم لیس لہ کفاء
یتقوی اللہ صدقا واتباع
النبی المصطفیٰ وبہ اعتداء
علی نہج الخیرۃ والناس شاء
یسوس الناس صافیہ خفاء
وما من بدعۃ الا محاھا
وللبدعات من یدہ امحاء
وما من ظلمۃ الا دفناھا
تماع الآن نور والضیاء
فرحمۃ ربنا عبد العزیز ال
امیر العادل الحسن الرؤاء
مخلد ملکہ یا رب دھرا
بحسن النظم ما دام السماء

مولانا کے خط اور اس قصیدہ کے جواب میں شاہ نے ان کے نام مندرجہ ذیل خط ارسال فرما کر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا تھا

الی حضرۃ الاخ الکرم المرتضیٰ
محمد عصمۃ اللہ بن الحاج اسماعیل المرحوم
المدرس فی المدرسۃ الفیض عام المکرم
بعد السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ
نعم کتابکم لجلالۃ مولائی الملک المورخ
۱۰ر شوال ۷ سنہ ۱۳ وصل واطلع علیہ
جلالتہ وعلی القصیدۃ المرفقۃ معہ
وامرنی ابلغکم انہ مسرور من تصیلکم
المحترمۃ علی المعانی الثمینۃ والشعور الحی
ومتم موفقین لما فیہ الخیر والسداد
ھل اما لازم بیانہ واللہ یحفظکم والسلام
رئیس الدیوان الخاص ۔ الامضاء

اسی طرح ملک عبد العزیز کی وفات پر بھی مولانا نے ایک مرثیہ لکھا تھا اور ایک عربی خط کے ساتھ اسے شاہ سعود کے پاس ارسال کیا تھا جس کے جواب میں شاہ نے مولانا کے پاس شکریہ کا خط ارسال فرمایا تھا۔

درحقیقت ملک عبد العزیز اور ان کے خاندان والوں کی اسلام دوستی، دینداری اور عدل پروری کے باعث مولانا مرحوم کو ان سے خاص عقیدت اور انسیت پیدا ہوگئی تھی چنانچہ ملک عبد العزیز کے علاوہ شاہ سعود اور شاہ فیصل کی شان میں بھی انہوں نے مدحیہ قصائد تحریر فرمائے ہیں۔

۱۳۷۴ھ میں شاہ سعود کی ہندوستان آمد پر انہوں نے ایک بہترین قصیدہ لکھ کر بذریعہ سفیر شاہ کی خدمت میں پیش کیا تھا اس پر شاہ نے خوش ہو کر مولانا کو انعام بھی مرحمت فرمایا تھا۔

عربی قصائد کے علاوہ مولانا کے مجموعہ کلام میں اردو وفارسی کے اشعار بھی موجود ہیں، لیکن وہ زیادہ نہیں ہیں صرف تاریخی قطعات ورباعیات وغیرہ ہیں البتہ قائد اعظم محمد علی جناح پر ایک طویل مرثیہ فارسی میں موجود ہے۔

مولانا کو اردو فارسی عربی اشعار کے اندر تاریخ وفات نکالنے کا خاص ملکہ حاصل تھا وہ بہت جلد اور اتنی عمدہ تاریخ نکال لیا کرتے تھے کہ تعجب ہوتا تھا چنانچہ انہوں نے جن کا بھی مرثیہ لکھا ہے تاریخ وفات ضرور نکالی ہے نیز اپنے والدین فرزندان اور دیگر بڑے بڑے علماء و فضلاء کی تاریخ وفات بھی نکالی ہے بطور نمونہ ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے

ملک عبد العزیز مرحوم کی تاریخ وفات ان کے مرثیہ میں اس طرح نکالی ہے

الا فی آخر الابیات ارخ اذا
وفات بالاقصی الالٰہ
فکان یرید فی الاخری نجاۃ
فانجاہ العزیز اذا اتاہ

۱۳۷۳ھ

اپنے استاد خاص مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کی تاریخ وفات اس طرح رقمطراز ہیں

وقل العت ارخ وفاۃ شیخی
اذا اشتاق التقی رب دعاہ

۱۹۵۶ء

مولانا عبد المتین صاحب بنارسی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر لکھتے ہیں

سیدی عبد المتین الاخوذی
حاز فی جنات عدن واسل
اذا اسردت الارخ نادی یاتف
راح مولانا الجلیل الفاضل

۱۳۸۳ھ

اپنی والدہ مرحومہ کی وفات پر اس طرح اظہار غم فرماتے ہیں اور تاریخ وفات نکالتے ہیں۔

اذا وصلت الی الرحمٰن امی
نفی ھم وقت وفی اضطراب
وکان القلب محزونا بحجر
ومضطربا بحرقۃ التراب
وفی ارخ الوصال فکان فکر
نجی ذری بالامر الصواب
فقیل لہ اما جنات عدن
وعافاھا الرحیم من العذاب

۱۳۴۷

اپنے دو مرحوم فرزندان حاجی محمد مصطفیٰ وعزیز الرحمٰن کی وفات پر فرماتے ہیں

طالب کو اپنے لال کا ہے غم کیا
آغوش میں خورد سال کی قبر کی تاب
تاریخ رحلت کے لئے بہ یاد رکھو
فردوس میں وہ کھیلتا کھاتا ہے

۱۳۷۲

از وفات مصطفیٰ امسونید در لحد
نیست اکنون للاستہ در این جہان
از غم فرقت لبے آزردہ ام
بر سرم آمد بلائے ناگہاں
گفتم این تاریخ وقت رحلتش
رفت پسرم مصطفیٰ اسوئے جناں

۱۳۹۲

علمی وادبی صلاحیتوں کے باوصف مولانا مرحوم کے اندر خطابت اور درس وتدریس کا ملکہ بھی بدرجہ اتم موجود تھا چنانچہ مولانا احمد صاحب مئوی مرحوم اپنی زندگی میں اپنے مدرسے یا صلاحیت شاگردوں کی موجودگی میں مولانا ہی کو تقریر کے لئے آگے بڑھایا کرتے تھے مولانا ایک کامیاب اور لائق مدرس تھے فن تدریس سے اچھی طرح واقف تھے خاص طور سے لوگ اپنے بچوں کو عربی پڑھنے کے لئے ان کے پاس بھیجا کرتے تھے ان کے طریقہ تعلیم وتفہیم کی مدح میں آج بھی ان کے شاگرد رطب اللسان ہیں۔ مولانا مرحوم کے دور میں ایک سے ایک جید عالم مدرسہ فیض عام میں مدرس تھے جن کا آپس میں بڑا مقابلہ رہتا تھا ایسے وقت میں مولانا کے پڑھائے ہوئے لڑکوں کا ہر سبق مضبوط ہوتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ مولانا ایک مخصوص طرز جو علمیہ دینیہ اور علم دین وادب یا صلاحیت

درس و خطیب اور گوناں گوں صفات و محاسن و خصوصیات کے حامل تھے۔

اخلاق و عادات

مولانا مرحوم ایک خوش اخلاق، خوددار سنجیدہ اور باوقار شخصیت کے حامل تھے۔ اتنے بارعب اور پرجلال تھے کہ ہر کس و ناکس ان سے بات کرنے کی ہمت نہیں پاتا تھا۔ حق گوئی، صاف گوئی اور معاملات کی صفائی ان کا خاص وصف تھا جو کہنا ہوتا اس کو منہ پر کہتے پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا پسند فرماتے۔ حق بات کہتے ہوئے کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں فرماتے تھے ان کی اسی حق گوئی اور صاف گوئی نے انہیں کسی مدرسہ میں ٹکنے نہیں دیا انہیں اپنے اسلاف سے بڑی عقیدت تھی علماء کی بڑی قدر کرتے تھے ان کی مجلس علمی و نفع بخش ہوتی تھی اور وہ لایعنی باتوں سے بالکل پاک و صاف ہوا کرتی تھی۔ ناحق باتوں پر سخت خفا ہوتے تھے کتاب و سنت پر سختی سے عامل تھے اس کے خلاف ایک بات بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ پکے موحد اور کٹر اہل حدیث تھے۔ ارکان اسلام کی نہایت سختی سے پابندی فرماتے تھے فرائض کے علاوہ سنن و نوافل کا بھی بڑا اہتمام کرتے تھے شب زندہ دار تھے ان کے رات دن کے بیشتر اوقات اوراد و وظائف ہی میں گزرتے تھے۔

مولانا انتہائی خوش پوش، اصول پسند اور نفاست پسند تھے گندگی سے سخت نفرت تھی جس کمرہ میں رہتے تھے اس کی تمام چیزیں لائق دید تھیں ہر چیز انتہائی قرینہ اور سلیقہ سے رکھی رہتی کوئی چیز ادھر ادھر نہیں ہو سکتی تھی علمی شغف ہونے کی وجہ سے انہوں نے کتابوں کی اچھی خاصی تعداد بھی جمع کر لی تھی۔ اور ہمیشہ ان کا مطالعہ بھی کیا کرتے تھے۔ ان کتابوں کو باقاعدہ مرتب کرا کے انہیں ایک رجسٹر میں درج کر دیا ہے اور اس کتب خانہ کا نام "مکتبہ رحمانیہ سلفیہ" رکھا ہے اپنے مسودات و مخطوطات بھی انہوں نے بحفاظت لفافوں میں رکھ کر ان پر ان کے مشمولات بھی درج فرما دیئے۔ مولانا کی یہ تمام چیزیں ان کی اصولی اور پاکیزہ زندگی کی آئینہ دار ہیں۔

علالت اور وفات

مولانا مرحوم جب مدرسہ فیض عام اور دارالحدیث کی عملی سرگرمیوں سے کنارہ کش ہو گئے تو اپنے کاروبار میں منہمک ہو گئے لیکن کتابوں کے مطالعہ کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور تصنیف و تالیف کے ذریعہ کچھ نہ کچھ دین کی خدمت بھی کرتے رہے چونکہ اس وقت ایام پیری کا آغاز ہو چکا تھا اور طرح طرح کی بیماریوں نے انہیں گھیر لیا تھا اس لئے بادل ناخواستہ دوکان اور کاروبار سے بھی کنارہ کش ہونا پڑا اور مستقل گھر ہی پر رہنے لگے۔ اور عبادت و ریاضت تقویٰ و طہارت ذکر و فکر اور اوراد و وظائف میں مشغول ہو کر آخرت کی تیاری میں لگ گئے۔ تاہم اپنے مسودات کی ترتیب و تہذیب سے غافل نہیں رہے بلکہ ان کی طباعت کے انتظام میں لگے رہے۔ چنانچہ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں "صلوٰۃ المصطفیٰ" طبع ہوئی اور "الاحکام المشروعہ فی الطلقات المجموعہ" مکمل ہو گئی صرف زیور طبع سے آراستہ ہونا باقی ہے ان کے علاوہ دیگر بہت سے مجموعے تیار ہیں جن کی طرف پچھلے صفحات میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔ بہرحال بڑھاپے اور اس کے تقاضے کے مطابق مختلف بیماریوں کے باوجود یہ سب کرتے رہے اور مزید خدمت کی تمنا بھی اپنے دل میں رکھتے رہے مگر افسوس کہ قدرت نے انہیں اور زیادہ موقع نہیں دیا۔ بالآخر وہ دن بھی آ گیا جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے یعنی ۱۲ جنوری ۱۹۷۹ء مطابق ۱۲ محرم الحرام ۱۳۹۹ھ کو شب میں ساڑھے دس بجے گھر اور خاندان کے تمام افراد کی موجودگی میں دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دم واپسیں کے وقت کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ مولانا کے ورد زبان تھے انتقال کے وقت مولانا کی عمر ۸۰ سال تھی دوسرے روز دوپہر کو تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ مرحوم کی وصیت کے مطابق شیخ الحدیث علامہ عبید اللہ صاحب رحمانی مبارکپوری مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ تیسرے روز یکشنبہ کو مدرسہ دارالحدیث کی جانب سے ایک جلسہ کیا گیا جس میں مولانا عبدالعزیز صاحب عمری، مولانا مختار احمد صاحب ندوی اور مولانا قاری عبدالسبحان صاحب فیضی (برادر مولانا مرحوم) دیگر حضرات نے مولانا کی عظیم شخصیت اور خدمات کا تعارف کرایا اور ان کی مغفرت اور اخروی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔

جماعت اہلحدیث ایک متقی، باصفا، متدین عالم اور جید عالم سے محروم ہو گئی۔ اللہ جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے آمین

وضاحت و گزارش

(۱) اخبار اہل حدیث دہلی کی اشاعت "ادارۃ المؤلفین" کی طرف سے ہوتی ہے جس کے مالک و مہتمم جناب حافظ محمد یحییٰ صاحب ہیں۔ اس اخبار کی اشاعت، ملکیت کا کوئی بھی تعلق مرکزی جمعیت سے نہیں ہے۔ اخبار اہلحدیث مرکزی جمعیت کی طرف سے شائع ہوتا ہے نہ آج تک کبھی یہ مرکزی جمعیت کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ نہ اس پر بحیثیت مالک یا ناشر کبھی مرکزی جمعیت کا نام درج ہوتا ہے۔ بلکہ کبھی وقت تو مرکزی جمعیت اور اس کے ذمہ داران پر شدید تنقیدیں اس اخبار میں شائع ہوا کرتی تھیں۔ پھر بھی نہ جانے کیوں بہت سے خریداران ترجمان اور بہاں جماعت کے بہت سے حضرات اسے مرکزی جمعیت کا پرچہ سمجھتے ہیں اور اس کی بابت کوئی شکایت ہوتی ہے تو اس کا نزلہ ہم پر اتارتے ہیں نیز اہلحدیث میں اشاعت کے لئے رپورٹ یا اعلان یا مضامین وغیرہ ہمارے پاس بھیج دیتے ہیں بسا اوقات اس کی رقوم ترجمان کی یا جمعیت کی رقوم میں شامل کر کے بھیج دی جاتی ہیں۔ اور اس سے بھی کئی طرح کی الجھنیں پیش آتی ہیں ترجمان میں پہلے بھی اس کی وضاحت کی جا چکی ہے مگر نہ جانے کیوں لوگ اندھے بہرے ہو کر یہ حرکتیں کرتے ہیں اور اب اخبار اہلحدیث کئی ہفتے سے بند ہے تو خواہ مخواہ ہمیں ملعون کرتے ہیں اور اپنی لاعلمی پر سر پیٹنے کے بجائے ہمارا سر کھاتے ہیں اور ہم سے جواب طلبی کرتے ہیں۔ ایسے تمام حضرات سے باادب گزارش ہے کہ اخبار اہل حدیث سے متعلق ہر چیز بھی جو اس کے لئے ہو اخبار اہل حدیث کے پتہ پر جناب حافظ محمد یحییٰ صاحب کی طرف رجوع کریں ہمیں اس سلسلے میں کچھ لکھنے کی زحمت نہ فرمایا کریں۔

(۲) اخبار ترجمان مرکزی جمعیت کا پرچہ ہے اور صرف یہی ایک اخبار مرکزی جمعیت کی طرف سے شائع ہوتا ہے چونکہ وہ مرکزی جمعیت کا پرچہ ہے اس لئے اس کے ہر شمارے میں مختلف نوع کی جماعتی خبریں بھی ہوتی ہیں اور کوئی اسے پسند کرے یا نہ پسند کرے جماعتی خبریں بہرحال ترجمان میں آتی ہیں البتہ رپورٹیں بھیجنے، اعلانات وغیرہ بھیجنے والوں سے گزارش ہے کہ وہ بہت مختصر اور صاف لکھ کر بھیجا کریں اور اشاعت میں تاخیر پر شکایت نہ کیا کریں ان کی اشاعت حسب گنجائش ہی ہو سکتی ہے۔

(۳) بہت سے علم و فن آموز لوگ اور کم پڑھے لکھے حضرات بھی ترجمان میں اشاعت کے لئے مضامین اور نظمیں وغیرہ بھیج دیتے ہیں اور ان کا اصرار ہوتا ہے کہ ان کا مضمون ضرور شائع کیا جائے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ بعض مشق و تمرین کے لئے اس کی اشاعت ضروری سمجھتے ہیں اور ترجمان کو اپنا "تختۂ مشق" بنانا چاہتے ہیں بعض حضرات کا ادعا یہ ہوتا ہے کہ وہ ترجمان کے خریدار ہیں یا جماعتی فرد ہیں اور یہ جماعت کا پرچہ ہے اس لئے انہیں ان کے مضمون کی اشاعت کا حق حاصل ہے۔ ہم ایسے تمام حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ ترجمان کی اشاعت نہ مشق و تمرین کے لئے ہوتی ہے نہ حوصلہ افزائی کے لئے نہ ہر ایرا غیرا نتھو خیرا تحریر کو اس میں اشاعت کا حق دیا جا سکتا ہے نہ اس سلسلے میں کسی سفارش وغیرہ کا لحاظ کیا جا سکتا ہے۔ جو مضمون ہمیں قابل اشاعت نظر آئے گا تو ہم اسے ضرور شائع کر دیں گے۔ ہم ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جو اچھے مضامین سے ترجمان کو نوازتے ہیں مگر ناقابل اشاعت مضامین شائع کرنے سے ہم معذور ہیں اور انہیں ضائع کر دیتے ہیں۔ اور ادارہ اس کی اطلاع دینے کا بھی مکلف نہیں ہے۔

(۴) ترجمان کے صفحہ ۳ پر اداریہ ہوتا ہے جو مدیر کی طرف سے یعنی میری طرف سے ہوتا ہے اور اس پر میرا نام درج نہیں ہوتا کیونکہ ظاہر ہے وہ اداریہ ہے جو مدیر کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔ اگر اداریہ کبھی ادارہ کے کسی اور فرد کا ہوتا ہے تو اس کا نام لازماً اس پر درج ہوتا ہے۔ اس پر نام نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مدیر کی طرف سے ہے۔ اس امر کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ کئی مولوی صاحبان تک کو یہ پوچھنے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ فلاں مضمون (اداریہ میں شائع شدہ) کس کا ہے۔ بعض جریدوں میں ایک میرا اداریہ شائع ہوا اور اس پر مضمون نگار کی جگہ کوئی نام درج نہ تھا جس سے اندازہ ہوا کہ ان اصحاب جیسا ذکر ہیں غالباً معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا لکھنے والا کون ہے پھر کم پڑھے لکھے لوگوں کی لاعلمی کا کیا حال ہوگا۔ اس صورت حال میں ضرورت محسوس ہوئی کہ یہ وضاحت کر دی جائے کہ ترجمان کے صفحہ ۳ پر اداریہ ہوتا ہے اور اس پر کسی اور کا نام نہ ہو تو وہ میری طرف سے ہوتا ہے اور اس کے حسن و قبح کا ذمہ دار میں ہوں۔

(۵) ترجمان یا مکتبہ یا جمعیت کی بابت مشورہ دینے والوں کا میں شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے جو ہمیں اپنے مخلصانہ مشوروں سے نوازتے ہیں مگر کسی مشورہ پر عمل نہ ہو سکے تو ناراض نہ ہوں ممکن ہے وہ مشورہ کسی وجہ سے ناقابل عمل ہو یا صحیح نہ ہو۔ مخلصانہ ہونے کے باوجود ضروری نہیں ہوتا کہ ہر مشورہ صحیح ہی ہو جبکہ متضاد مشورے بھی ہمیں موصول ہوتے ہیں۔ والسلام

ناچیز عبدالسلام رحمانی

سیاسی جائزہ

ابن احمد

سینہ چاکان چمن

اگر وزیر خارجہ جناب اٹل بہاری باجپئی کے دورہ پاکستان کو ۱۹۷۸ء میں برصغیر کی سب سے اہم اور خوش آئند خبر قرار دیا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ یہ بات تو یا خبر حقیقت ہی ہے کہ ہندوستان کے وزیر خارجہ کا پاکستان میں پرتپاک خیر مقدم ہوا جہاں گئے دیدہ و دل فرش راہ تھے اور جس جگہ بھی پہنچے وہیں محبت اور گرمجوشی پائی۔ گذشتہ تیس سال میں اگرچہ ہند و پاکستان کی تاریخ تلخی و کشیدگی سے پُر رہی ہے تاہم سیاست کی باد سموم کے پیچھے عوامی دوستی کے باد بہار کے لطیف جھونکے بھی اپنا اثر دکھاتے رہے ہیں اور تصادم کے زخموں کو جلد سے جلد مندمل کرنے میں بھی عوامی ذہن کار فرما رہا ہے۔ شملہ معاہدہ کے بعد اگرچہ دوستی کا عمل کافی سست رفتاری سے چلتا رہا تاہم کچھ نہ کچھ پیشرفت ضرور ہوئی۔ اندرا اور بھٹو کے زوال کے بعد ضرورت تھی کہ تعلقات کو سدھارنے کی رفتار کو تیز کیا جائے اور ایسے اقدامات کئے جائیں کہ دونوں ملکوں کے درمیان غیر ضروری رکاوٹیں، منافرت اور بدگمانیاں رفع ہوں۔ جنتا پارٹی کی داخلی پالیسی خواہ کیسی ہی غلط اور ناکام کیوں نہ ہو لیکن اس کا اعتراف ضروری ہے کہ پڑوسی ملکوں سے تعلقات سدھارنے میں مرارجی سرکار نے کافی تیز رفتاری سے اقدامات کئے ہیں نیپال، بنگلہ دیش، پاکستان اور چین سے تعلقات میں بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کی جنگ کے بعد پڑوسی کے بعض حلقوں میں ہندوستان کے توسیعی عزائم کے بارے میں جو شدید غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ ختم ہو رہی ہیں۔ پاکستان ہمارا قریب ترین پڑوسی ہے ایک زمانے میں جو ہمارے جسم و جان کا حصہ تھا اور تیس دہائیوں کی کشیدگی بھی باہمی کی اس قرب و وحدت کے احساس کو مٹا نہیں سکی۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ کوئی قدرت تاریخ و ثقافت کے ان رشتوں کو نظر انداز کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتی۔ جنرل ضیاء الحق اور مرارجی ڈیسائی دونوں ہی اس کے لئے تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے باجپئی کا یہ کہنا صحیح ہے کہ تیس سال کے الجھے ہوئے مسائل تین دن کے دورے سے حل نہیں ہو سکتے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ اگر مسائل کو حل کرنے کا عزم ہو اور اخلاص کے ساتھ کوشش کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ کوئی مسئلہ لاینحل سمجھا جائے۔ جنرل ضیاء الحق نے تاریخ کی مثال دی ہے کہ انگلینڈ اور فرانس صدیوں تک برسرپیکار رہے لیکن آج وہ ایک دوسرے کے تعاون سے ہوائی جہاز تیار کر رہے ہیں یورپ نے بقائے باہم کا جو سبق سیکھا ہے شاید افریشیائی ملک ابھی سماعت کی اس منزل تک بآسانی نہ پہنچ سکیں یہاں سیاست ابھی تک مذہبی اور ثقافتی تعصب کا شکار ہے۔ اگرچہ یہ عصبیت بھی سامراجی آقاؤں کی دین ہے اور ہمارے رہنماؤں کو اس کا اعتراف بھی ہے لیکن اس سے دامن چھڑانا اتنا آسان نہیں ہے اور سیاسی شعور اور بلوغ کو پہنچنے میں ابھی چند دہائیاں گذاری ہوں گی لیکن یہ بات ہند و پاکستان کے عظیم ترین مفاد میں ہے کہ وہ اپنے مسائل باہم خود حل کریں۔ کشمیر کا مسئلہ بھی سیاست کا الجھایا ہوا ہے اور اگر نیتا دل چاہیں تو اسے حل کر سکتے ہیں صرف چند جرأت مندانہ اقدامات کرنے ہوں گے اور کشیدگی کا یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا اور وہ وقت آجائے گا جب ہند و پاکستان اپنی فیکٹریوں میں ٹینک بنانے کا نہیں بلکہ ٹریکٹر تیار کرنے کا مقابلہ کریں گے جب ان کی زمینوں پر سپاہی نہیں کاشتکار ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے جب زمینوں سے جلتی ہوئی نہیں بلکہ لہلہاتی ہوئی کھیتیاں امن و خوشحالی کا پرچم لہرائیں گی۔ یہ وہ خواب ہے جسے دونوں ملکوں کے کروڑوں انسانوں نے دیکھا ہے اور آج بھی ان حسین تمناؤں کو نہاں خانہ دل میں بسائے ہوئے جی رہے ہیں کہ آنکھ بند ہونے سے پہلے اپنے اس حسین خواب کی تعبیر دیکھ لیں۔ مرارجی بھائی جہاندیدہ سیاستداں ہیں اور جنرل ضیاء الحق آزمودہ کار سپاہی ہیں دونوں اس بات کو جانتے ہیں کہ جنگوں سے مسئلے حل نہیں ہوتے بلکہ نئے اور زیادہ پیچیدہ مسئلے پیدا ہوتے ہیں ہمیں امید ہے کہ دونوں سربراہوں نے اگر خلوص اور جرأت سے قدم بڑھائے تو وہ ان مسئلوں کو حل کر سکیں گے جو تیس سال سے برصغیر کے باشندوں کی فہم و فراست اور جرأت کو چیلنج کر رہے ہیں۔

مغرب اور صہیونیت

یوگنڈا کے صدر فیلڈ مارشل عیدی امین نے ایک بار کہا تھا کہ ہٹلر اس اعتبار سے بہت ہوشیار انسان تھا کہ وہ یہودیوں کی فطرت کو پہچانتا تھا۔ فیلڈ مارشل کی اس بات کی عریاں گفتاری نے انہیں یورپ کے صہیونیت نوازوں کی نظر میں بدترین مجرم بنا دیا انہیں نسل پرست کا لاجبر جیسے القاب دیئے گئے جب مصر کے صدر انور سادات نے ڈرامائی اعلان کیا کہ وہ یروشلم جا کر اسرائیلی حکمرانوں سے بات کریں گے اور مشرق وسطیٰ میں امن قائم کریں گے تو ساری دنیا میں عجب و حیرت کی لہر دوڑ گئی اور عالمی سیاستدانوں کی غالب اکثریت نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا اور ساری دنیا کے عوام منتظر تھے کہ صدر سادات کے جرأت مندانہ اقدام کا یہودی کیا جواب دیتے ہیں بہت لوگوں کو امید ہی نہیں بلکہ کامل یقین تھا کہ صدر سادات کے اس عظیم ترین دوستانہ اقدام کا یہودی بھی اسی عظیم فراخدلی سے جواب دیں گے۔ عرب علاقے آزاد ہو جائیں گے اور مشرق اوسط کی پچاس سال سے جنگ و جدال سے جھلسی ہوئی مقدس زمین پر امن و خوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہوگا۔ لیکن یہ طلسم بہت جلد ٹوٹ گیا خود صدر سادات جنہوں نے عرب کے مقابل سیاست والوں کو ناراض کر کے دوستی کا قدم بڑھایا تھا مایوس اور پشیمان سے نظر آنے لگے اسرائیل کے دہشت پسند حکمراں بیگن اور دایان نے سادات اور دنیا کو مایوسی اور اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ سینائی کے علاقے میں یہودی بستیوں کے وجود پر اصرار اور فلسطینی ریاست کے قیام سے انکار دو ایسی چٹانیں رکاوٹیں ہیں جو کھڑی کر دی ہیں جن کی وجہ سے صدر سادات کا سارا مشن ہی ناکام ہو رہا ہے اگرچہ صدر کارٹر نے کئی بار کھل کر اسرائیل کے ان عزائم پر تنقید کی ہے لیکن امریکہ کا صہیونیوں کی مخالفت میں کس طرف کسی حد تک ہی جا سکتا ہے کیونکہ آخر اسے ہی صہیونیت نواز سینیٹروں اور مشیروں سے نباہ کرنا ہے اور کل اسے پھر الیکشن میں یہودی ووٹروں کی بھیک مانگنا ہے۔ اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ امریکی حکمراں اسرائیل پر موثر دباؤ ڈال سکتے ہیں جب کہ خبر آچکی ہے کہ کارٹر نے صدر سادات سے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ اسرائیل پر دباؤ نہیں ڈال سکیں گے۔ ان تمام حالات کے پیش نظر فیلڈ مارشل عیدی امین کی رائے کی صحت میں شبہ نہیں رہ جاتا اور سرمایہ صہیونی جارحیت ساری دنیا کے ضمیر اور غیرت کے لئے چیلنج بن گئی ہے۔ امریکہ اور روس کا عالمی سیاسی کردار اقوام متحدہ کا وجود اس کا چارٹر اور ایسی ہی تمام باتیں مذاق اور تماشہ معلوم ہوتی ہیں۔ جب یورپ کا سامراجی وجود بکھر رہا تھا تو افریشیائی ملک خوش تھے کہ مغرب اپنے خول میں سمٹ رہا ہے اور دنیا کے کمزور ملک ابھر رہے ہیں آج افریشیا کے بیشتر ملک آزاد ہو چکے ہیں لیکن سامراج کا مغرب اپنے خونی پنجے آج بھی بہت سی جگہ پیوست کئے ہوئے ہے اور عالمی طاقتوں کے ظل عاطفت میں پھل پھول رہا ہے گذشتہ دس سال سے زیادہ مدت سے عرب علاقوں پر صہیونی قبضہ کو دنیا کا ضمیر گوارا کر رہا ہے محض اس لئے کہ مغرب در پردہ اس کا حامی ہے امریکہ یہودیوں کی پشت پر ہے اور آج ہر ملک کو امریکی ڈالر کی بھوک ہے اس لئے سوائے زبانی مذمت کے کوئی عملی اقدام نہیں کیا جا رہا ہے لیکن اگر صورت حال اس کے برعکس ہوتی اور عرب بالخصوص فلسطینی یعنی اسرائیل پر قبضہ کر لیتے تو کیا اس دن بھی امریکہ اور مغربی ممالک چین سے بیٹھتے کیا اقوام متحدہ کا کام محض ریزولیوشن پاس کرنے تک ہی محدود رہتا اور کیا کوئی عرب ملک وہ رویہ اختیار کر سکتا تھا جو صہیونی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

صدر سادات نے اپنی طرف سے مراعات کی پیشکش کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی اگر ایک بار وہ کوئی مثبت بات کہتے ہیں تو تین بار اسرائیل مکر جاتے [illegible] ہیں محض اس لئے کہ کسی طرح صہیونی ان کی امن کی سازش کو ناکام کر دیں۔ ان کے ساتھ اصل المیہ یہ ہے کہ وہ تنہا ہیں۔ یہ بات صہیونیوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ قاہرہ کا اسلحہ خانہ تقریباً خالی ہے اور ان کی تمام بہت دھمکیوں اور دعوؤں کے جواب میں صدر سادات سوائے منت سماجت کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔ روس سے ان کے تعلقات خراب ہیں، مالی اسلحہ نہیں مل سکتے۔ امریکہ حقیقتاً صہیونیت کا غلام ہے وہ کسی حال میں بھی اسرائیل کے مقابلہ میں سادات کو سہارا نہیں دے سکتا۔ اس لئے یہودیوں کو کسی قسم کا خطرہ درپیش نہیں ہے۔ امریکہ نے صدر سادات کو چند جنگی جہاز دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے اور اسے عملی جامہ پہنایا بھی گیا تو اسرائیل کو اس سے دس گنا زیادہ اور

جدید ترین مسلح جہاز دے کر عرب ممالک کو دیئے گئے جہازوں کی اہمیت ختم کر دی جائے گی۔ مصری مساوات کو بھی ایسی مگر وہ لوور لسٹن کا علم ہے یہی وجہ ہے کہ وہ واشنگٹن لندن بون وغیرہ بھاگے پھر رہے ہیں تاکہ کسی طرح عزت مساوات جانے سے بچ جائے مساوات مخالف مقامی عرب بھی کوئی کارنامہ انجام نہیں دے پاسکے ان کا یہ خیال کہ شام کو اردن وغیرہ میں تبدیل کر دیا جائے محض احمقانہ سوچ کی بات ہے بلکہ عراقی محنت سے خارج کر کے عرب اسرائیل کے خلاف موثر کاروائی نہیں کر سکتے۔ عراق اور شام کے درمیان نئے اختلافات نے اس محاذ کو اور بھی بے اثر کر دیا ہے ادھر لبنان میں عیسائی اقتدار پسند حزب لیگ کی اس فوج سے الجھ رہے ہیں شامی فوج سے ان کے کسی فوری ٹکراؤ ہو چکے ہیں غرض عرب لوگ بے محاذ میں قائم ہونے کے بجائے آپس میں الجھ رہے ہیں۔ دوسری طرف عالمی صیہونیت اسرائیل کی پشت پناہی میں کسی ملک پر کمزوری دکھانے کو تیار نہیں۔ اس کی گرفت اتنی سخت ہے کہ لندن، واشنگٹن بھی اس کے خلاف زبان کھول کر بات کرتے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور اسکو خاصے طور اسرائیلی تصرف میں رہتے ہیں مغرب کے عوام اور یہ تمام اپنے قوم پر اس طرح تمدنی وسائل کا کنٹرول کر رہے ہیں انہوں نے عرب کی سرزمین یہودیوں کے حوالے کر کے گویا یہودیوں سے اپنی صدیوں کی نفرت کا بدلہ لیا اور اب صیہونی غارت گر ہمارے دیگر ہمسایوں کے گھروں کو تاراج کر رہے ہیں "ہم ترا و ہم ثواب" والی بات ہے۔ ایک طرف تو مغرب نے یہودیوں کو خود سے جھٹکا دیا، دوسری طرف انہیں خیرگری کی تسلی دے کر عرب کے قلب میں صیہونی تسلط قائم کر کے ایک صلیبی دور کو زندہ کیا۔ بہرحال درحقیقت مغرب کا سامراجی کردار آج بھی زندہ ہے اور صیہونی جارحیت کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ صیہونیوں کی تمام جارحیت مغرب کی درپردہ حمایت اور پشت پناہی سے قائم ہے اور جب تک مغربی سیاست کے سامراجی عزائم زندہ رہیں گے یہ جارحیت برقرار رہے گی۔ مصری مساوات کا امن مشن اگر کام کرے گا تو اس کی وجہ صرف یہی ہوگی کہ مغرب کی اس سامراجی سیاست پر ہوگی جو عالمی سیاست کی خیمہ بردار بن کر اپنے مکروہ عزائم پورے کرنا چاہتی ہے

دس پیسہ اسکیم

ترجمان کے گذشتہ پرچوں میں اسکیم پر بہت کافی لکھا گیا ہے۔ راقم الحروف سے زیادہ دیگر حضرات نے اس کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ اسکیم بفضلہ چل رہی ہے آمدہ رقومات اخبار ترجمان میں شائع ہوتی تھیں اب نہیں ہو رہی ہیں اس سے بہت سے حضرات نے یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ اسکیم بھی ختم ہوگئی۔ ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ انشاء اللہ ایسا ہوگا۔ یہ اتنی مفید اور آسان اسکیم ہے کہ انشاء اللہ ہمیشہ چلتی رہے گی۔ راجستھان میں یہ کام آسانی سے اس لئے ہو گیا کہ مولوی عبدالجبار صاحب بنگوری مبلغ جمعیۃ اہل حدیث راجستھان نے تبلیغ کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی کیا اسی طرح دوسری جگہ بھی مبلغ صاحبان کام کرتے رہیں تو بہت آسانی سے ہو جائے۔

ترجمان یکم جنوری ۱۹۷۰ء کے شمارہ میں صوبائی جمعیۃ مغربی یو پی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہاں ۲۷ ہزار افراد کی مردم شماری، ۸۰ مساجد اور ۳۵ مدارس کی تنقیح اور تحقیق کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اگر اس کے ساتھ ساتھ دس پیسہ اسکیم کا کام بھی کر لیا جاتا تو بہت آسانی سے ہو جاتا۔

گذشتہ سال مولوی عبدالوہاب صاحب خلجی مدیر ہیر یوریٹی اور ان کے ساتھی طلباء نے نہایت محنت اور کوشش سے دس پیسہ اسکیم کا کام انجام دیا تھا میری ان سے درخواست ہے کہ اس سال بھی تکلیف فرما کر یہ کام کروا لیں خدا آپ کو جزائے خیر دے۔

بلڈنگ کے سلسلے میں انشاء اللہ آئندہ لکھوں گا کہ کیا ہو رہا ہے

خادم عبدالحلیم نیر انڈیا فارسی گھنٹہ گھر کوٹہ راجستھان

ایک اچھے عالم دین کی ضرورت

عنقریب آسام کے ضلع درنگ میں جمعیۃ اہل حدیث آسام کی طرف سے ایک دینی درسگاہ کا قیام عمل میں آیا ہے جس میں درس نظامیہ کی مکمل تعلیم ہوگی اس درسگاہ کے لئے ایک ایسے تجربہ کار صاحب صلاحیت جید عالم دین کی ضرورت ہے جو اس درسگاہ کو اچھے نظم و خوبی کے ساتھ چلا سکیں اور درس و تدریس کا اچھا تجربہ رکھتے ہوں۔ درسگاہ کی طرف سے ان کے قیام و طعام کا انتظام ہوگا اور مناسب تنخواہ دی جائے گی۔ خط و کتابت درج ذیل پتہ پر کی جائے۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب
جنرل سکریٹری جمعیۃ اہل حدیث آسام
عربک ٹیچر دنگر ہائی اسکول۔ ضلع گوالپاڑہ (آسام)

مرکزی جمعیۃ کا کلینڈر منگایئے

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند کی طرف سے اس سال پانچ رنگ کا نہایت ہی حسین کلینڈر تیار کرایا گیا ہے اس میں عربی و انگریزی دونوں تاریخیں ہیں پہلے اس کی قیمت ڈیڑھ روپے رکھی گئی تھی اب اس کی قیمت ایک روپے کر دی گئی ہے اور بیس یا اس سے زیادہ منگانے والوں کو ۳۳ فیصد کمیشن بھی دیا جائے گا

ہمیں یقین ہے کہ آپ اسے دیکھیں گے اور اس کی خوبصورتی میں جو تصویر پیش کیا گیا ہے اسے ملاحظہ فرمائیں گے تو اسے بے حد پسند کریں گے۔ سال ختم ہونے کے بعد اس حصہ کو فریم کرا کر گھر کی زینت بھی بنا سکتے ہیں۔

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ۱۰ سے منگا کر دوسروں تک پہنچائیں اور جماعتی مفاد کے لئے اس سلسلہ میں حصہ لیں۔

ملنے کا پتہ:- مکتبہ ترجمان، ۴۱۴ پریس اسٹریٹ۔ صدر بازار۔ دہلی ۶

ضروری تصحیح

ترجمان یکم فروری کے صفحہ ۳ پر اداریہ میں کتابت کی کئی غلطیاں ہو گئی ہیں یہاں تک کہ اس کا کچھ حصہ ہی کتابت ہونے سے رہ گیا ہے۔

ناظرین بعض فاش غلطیوں کی تصحیح ضرور کر لیں۔ پہلے کالم میں "ابن اعرابی فصوص الحکم، مولانا عبدالحق محدث دہلوی" چھپ گیا ہے حالانکہ "ابن عربی فصوص الحکم، مولانا عبدالحق محدث دہلوی" ہونا چاہئے۔

(ادارہ)

اضلاع مغربی یوپی توجہ ہوں

جمعیۃ اہلحدیث مغربی یوپی کی تمام شاخوں یعنی مقامی جمعیتوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ صوبائی جمعیۃ کا انتخاب بہت جلد ہونے والا ہے لہذا گزارش ہے کہ اپنے ضلع کے دیگر مقامات سے ربط پیدا کر کے ضلعی جمعیۃ کی تشکیل کریں اور پھر صوبائی جمعیۃ کے لئے نمائندوں کا انتخاب کرنا ہے جس مقام پر اہلحدیث حضرات کی تعداد اپنے دیگر مقامات کے مقابلہ میں زیادہ ہو یا جو مقام زیادہ متحرک ہو وہ مقام اپنے ضلع کا صدر مقام ہوگا یہ باہمی مشورہ سے طے کریں طریقہ کار یہ ہے کہ ہر مقامی جمعیۃ جس کے ابتدائی ممبر دس ہوں تو وہ ایک نمائندہ اگر دس سے زیادہ ممبر ہیں تو ہر پندرہ پر دو کے حساب سے ضلعی جمعیۃ کے لئے نمائندے منتخب کرے۔ اسی تعداد میں مقامی صدر و ناظم کا لینا ضروری ہے۔ اب یہ منتخب نمائندے باہمی مشورہ سے طے شدہ صدر مقام پر جمع ہو کر اپنے میں سے ضلعی صدر منتخب کریں وہ صدر ان نمائندوں میں سے کم از کم سات اور زیادہ سے زیادہ اکیس ارکان نامزد کریگا جو کہ ضلعی مجلس عاملہ ہوں اس کے علاوہ دیگر عہدیداران نائب صدر، ناظم، نائب ناظم خازن وغیرہ انہیں ارکان مجلس عاملہ میں سے صدر خود ہی نامزد کریگا یہ ضلعی مجلس عاملہ اپنے میں سے ایک تہائی ارکان کو صوبائی جمعیۃ میں نمائندگی کے لئے منتخب کرے گی اس تعداد میں ضلعی صدر و ناظم کا لینا ضروری ہے

اس طرح اپنی ضلعی جمعیتوں اور نمائندگی صوبائی جمعیۃ کی تفصیل سے جلد از جلد مطلع فرمائیں ۱۵ مارچ ۱۹۷۰ء تک تفصیلات موصول نہیں ہوئیں تو ایڈہاک کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ وہ خود مقامی جمعیتوں سے نمائندے نامزد کر کے اپنا صوبائی نظم بنائے اور پھر مقامی جمعیتیں سیدھے صوبائی جمعیۃ کے ماتحت ہوں گی

اس اجتماعی اعلان سے قبل سب کو بذریعہ ڈاک مطلع کر دیا گیا ہے کسی وجہ سے ڈاک نہ مل سکے تو اس اطلاع ہی کو اپنے لئے کافی سمجھیں۔

اختر نصیر احمد
نائب ناظم ایڈہاک کمیٹی جمعیۃ اہلحدیث مغربی یوپی

اڈہاک کمیٹی ضلع مونگیر کا دوسرا اجتماع

جمعیۃ اہلحدیث کلکتہ و مضافات ضلع مونگیر کا دوسرا اجتماع ۸ جنوری ۷۸ء زیر صدارت جناب محمد قاسم صاحب عمری جمہاری بمقام تیلی باڑہ منعقد ہوا درس قرآن کے بعد اڈہاک کمیٹی نے رپورٹ پیش کی جس کا خلاصہ یہ تھا چار ماہ کی مسلسل جدوجہد سے ان تمام ضلعی علاقوں سے جاہلی افراد کو جو دھوپ کا زہر نامناسب حالات کے تحت بے سکتے گزشتہ تشنیع کی زندگی گزار رہے تھے۔ انہیں قدم سے قدم ملا کر چلنے پر اور کتاب و سنت کی صحیح زندگی میں جینے کے لئے راستہ ہموار کرنے پر ہموار کے ہیں سے افراد جمعیۃ کے اندر ایک نئی لہر سی پیدا ہوگئی ہے۔ ان ہی چار مہینوں کے اندر ۸۰ افراد پر مشتمل ایک گھرانہ مسلک اہلحدیث کے زیر سایہ آیا ہے۔

اس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے عالی جناب مولانا عبدالخلاق صاحب رحمانی سکریٹری جمعیۃ اہلحدیث کلکتہ و مضافات نے مختصر تقریر کی۔ دوران تقریر اس بات پر زور دیا کہ کسی بھی تحریک کی کامیابی افراد کی تعداد پر نہیں ہوتی بلکہ افراد کی ثابت قدمی اور صلاحیت پر ہوتی ہے لہٰذا سوسائٹی اور ماحول سے اپنا حق وصول کرنے کے لئے اپنے اندر ان تمام خوبیوں کو پیدا کرنا ہوگا جو نیک لوگوں اور اصلاح پسندوں کے اندر ہوتی ہیں

دعا سے پہلے خطیب مسجد اہلحدیث کلکتہ جناب حافظ سلیمان میرٹھی صاحب نے درس حدیث دیا۔ اجتماع ۲ بجے سے ۵ بجے شام تک جاری رہا۔ میں ان تمام حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس اجتماع میں شریک ہوئے اور اپنا قیمتی وقت دیا۔

محمد سلیم اللہ مجمد پوری ناظم اڈہاک کمیٹی

اعلان قیام سلفی لائبریری لوہرن بازار

واضح ہو کہ مقام لوہرن بازار میں ایک لائبریری بنام سلفی لائبریری کا قیام عمل میں آیا ہے جس کے عہدیداران حسب ذیل ہیں۔

(۱) نگراں جناب مولانا عبداللہ صاحب رحمانی مدرس مدرسہ مفتاح العلوم لوہرن بازار وصدر جناب شکر اللہ انصاری صاحب ہیں نائب صدر جرجیس انصاری محمد رضا انصاری جنرل سکریٹری ابوالمعمر عباد انصاری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نائب سکریٹری محمد حنیف صاحب وجناب رئیس صاحب اخبار غلام محمد اسلم عباد رحمانی جنرل آڈیٹر جمیل الرحمن خواجہ نائب آڈیٹر محمد ہاشم انصاری۔

سکریٹری سلفی لائبریری

ضلعی جمعیۃ اہلحدیث قصبہ رچھا (بریلی)

یہ بات ہندوستانی سلفیوں کی نگاہ سے مخفی نہیں ہے کہ ضلع بریلی دینی اور مرکزی نقطہ نظر سے ایک خصوصی نوعیت کی حیثیت کا حامل ہے۔ اہلحدیث کی دعوت کا اصل محور یعنی شریعت محمدیہ کے چشمہ صافی کو شرک و بدعت کی غلاظتوں سے پاک کرنے کا اصل میدان اپنی خصوصی نوعیت کے لحاظ سے یہی ضلع ہے یہاں اگر ایک طرف شرک و بدعت کی غلاظتیں دین و شریعت کی مصنوعی رعنائی کے ساتھ مسلمانان ضلع کی اکثریت کو اپنے دام میں گرفتار کئے ہوئے ہیں تو دوسری طرف اس کے فطری رد عمل کے طور پر ضلع کے سنجیدہ و باوقار سلفیوں نے نے عزم و حوصلے کے ساتھ اس عنصری قبوری شریعت کے رخ سیاہ سے پردہ اٹھانے کی جرأت رندانہ کی ہے سلفیان ہند کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ محترم جناب حاجی عبدالمالک صاحب نائب صدر صوبائی جمعیۃ اہلحدیث مغربی یوپی و حاجی محمد عمر صاحب سرپرست مدرسہ محمدیہ رچھا و ڈاکٹر محمد صدیق صاحب کی تحریک سے پورے ضلع کے اہلحدیثوں کو اجتماعی شکل میں دین کی خدمت کرنے کی دعوت دی گئی

چنانچہ ۴ دسمبر ۷۷ء کو مسجد اہلحدیث کلاں رچھا کے اندر ضلع کے دس مقامات کے نمائندے اکٹھے ہوئے اور چار مقامات کے نمائندے اطلاع نہ ملنے کے سبب نہیں پہونچ سکے۔ ان تمام نمائندوں نے ضلع کے خصوصی حالات کے پیش نظر آنے والی نسلوں کی دینی تعلیم اور عقیدۂ توحید کے تحفظ کے لئے جماعت سلفیہ کی تنظیم اور ایک ضلعی مرکزی عربی تعلیمی ادارے کے قیام کے لئے متفقہ طور پر طے کیا جس کے لئے قصبہ رچھا کو تعین ہوا نیز طے پایا کہ پورے ضلع میں اہلحدیثوں اور ان کی تبلیغی مساعی کو منظم کرنے کے لئے ضلعی جمعیۃ رچھا ضلع بریلی کی تشکیل ہوئی جس کے عہدیداران کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

جناب حاجی عبدالمالک صاحب قصبہ رچھا صدر — جناب عطاء الرحمن صاحب قصبہ شیش گڑھ نائب صدر — جناب ڈاکٹر اسلم حسین صاحب قصبہ بھونتہ ناظم اعلیٰ — جناب ڈاکٹر محمد عثمان صاحب قصبہ باندہ دھونرہ — نائب ناظم جناب منشی عبدالقیوم صاحب قصبہ رچھا نائب ناظم — جناب محمد صدیق صاحب قصبہ رچھا خازن — جناب ڈاکٹر لطیف الرحمن صاحب مرلی جوکمیر ربھا عاملہ — جناب حاجی محمد عمر صاحب قصبہ رچھا — جناب (اراکین صاحبان کے اسمائے گرامی کی لسٹ دوسرے شمارے میں بھیجی جائے گی)

جمعیۃ کی تشکیل پانے کے ساتھ ہی ذمہ داران جمعیۃ نے ضلع کے تمام مقامات کے دورے شروع کر دئیے۔ اور بحمد اللہ ہر مقام پر جماعت نے جوش و جذبے اور خلوص کا اظہار کیا اور تعلیمی و تبلیغی دو نوں پہلوؤں سے جمعیۃ کو پورا تعاون دینے کا یقین دلایا۔ جن جگہوں پر مقامی جمعیتیں نہیں بنی تھیں وہاں جمعیۃ سازی کا بھی کام جاری ہے اور جہاں پر امام یا عالم دین کا انتظام مقامی جمعیتیں نہیں کر سکی ہیں وہاں ان کے انتظام میں ہر طرح کا تعاون دیا جا رہا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ دوروں کا سلسلہ جاری ہے زمین ہموار ہوتی جا رہی ہے راستے میں مشکلات آتی ہیں اور بفضل تعالیٰ دور ہوتی ہیں۔ تمام سلفیان ہند سے گذارش ہے کہ اس کام میں کامیابی کے لئے ہمیں اپنی پرخلوص دعاؤں میں یاد رکھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہاں کے تمام مسلمانوں کو شرک و بدعت کی تیرگی سے نکال کر سنت محمدیہ کی روشنی عطا فرمائے۔ آمین

اسلم حسین ناظم اعلیٰ
ضلعی جمعیۃ اہلحدیث قصبہ رچھا۔ بریلی

رپورٹ اجلاس مدرسہ فرقانیہ نرودل

الحمد للہ ۸ دسمبر ۷۷ء واخر کو حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بمبئی سے شہر راجندر نگر واپس آرہا تھا شہر نرودل کے اسٹیشن پر جناب مولانا عبدالباری سیدی اور ناظم جمعیۃ جناب عبدالواحد صاحب اور جماعت کے بعض احباب سے ملاقات ہوئی دوران گفتگو مدرسہ فرقانیہ جو شہر نرودل میں بعد رمضان المبارک جاری کیا گیا ہے کے معائنہ اور تقریر کی دعوت دی ۴ دسمبر ۷۷ء جلسہ کی تاریخ مقرر کی گئی۔ ماشاء اللہ شہر گجراتہ سے کر راجندر نگر تک تمام شہروں سے کثیر تعداد میں احباب شریک جلسہ ہوتے قیام و طعام کا معقول انتظام رہا۔ بعد نماز مغرب تا عشاء طلبہ و طالبات کا سرسری معائنہ کیا ماشاء اللہ قرآن مجید مع ترجمہ دعائیں، دینی مسائل نقلیں اور نماز با جماعت بچوں نے بحسن و خوبی پڑھ کر دکھایا مدرسہ فرقانیہ کی ترقی واقعی قابل ستائش ہے اللہ تعالیٰ مزید ترقی دے اور جذبہ خدمت دین عطا فرمائے۔ اوقات مدرسہ فرقانیہ بعد نماز فجر تا ۱۰ بجے۔ بعد نماز ظہر تا عصر۔ تعلیم بالغان جس کا بانی ادارہ ایک قابل معلم کی زیر نگرانی تعلیم پاتی ہیں اور بعد نماز مغرب تا عشاء طلبہ و طالبات مدرسہ جس میں تقریباً سو اسو بچے اور بچیاں تعلیم پاتے ہیں بعد نماز عشاء تفسیر قرآن مجید اور تعلیم بالغان جس میں نوجوان لڑکے اور عمر رسیدہ حضرات بھی شامل ہیں شب میں تقریباً ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک یہ مدرسہ جاری رہتا ہے اوقات مدرسہ اور تعلیمی جوش اور نمازیوں کی کثرت دیکھ کر بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ بعد نماز عشاء میرے وعظ کا پروگرام تھا جس میں کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں مسجد کے سامنے شامیانہ کے لائٹ جھاڑوں سے مسجد کا احاطہ پورا بھرا ہوا تھا شب میں تقریباً ساڑھے ۱۲ بجے تک علم دین کی فضیلت اور ضرورت پر وعظ ہوتا رہا۔ احباب کا اشتیاق اور یاد رہا کہ اگر میں سفر سے تھکا ہوا تھا نرودل میں آنا تاثر مدرسہ فرقانیہ اور ۴ دسمبر کا جلسہ ایک تاریخی یادگار رہے گی۔ بانی جناب صدر مدرسہ فرقانیہ محمد زکریا عرف باجان صاحب سٹی پریسیڈنٹ۔ و اراکین مدرسہ فرقانیہ قابل مبارکباد ہیں جناب صدر صاحب بچہ بچہ سلف مذاہب جذبہ رکھنے والے اور قیام نوجوان ہیں شب میں جناب صدر صاحب کی کار سے راجندر نگر واپس ہوگیا

مرکزی و صوبائی جمعیتوں سے میری پرزور درخواست ہے کہ مدرسہ فرقانیہ جو فی الوقت مسجد اہلحدیث میں قائم ہے بالکل ناکافی ہے۔ دو اساتذہ کی سخت ضرورت ہے آمدنی کے ذرائع محدود ہیں۔ مدرسہ معروض ہے مدرسہ کی توسیع، کتابوں اور تنخواہوں کے لئے سال رواں میں کم از کم تقریباً پندرہ ہزار روپے کی اشد ضرورت ہے۔ مدرسہ کے اب تک کوئی سفیر مقرر نہیں ہے اہل خیر حضرات اس دینی شمع کو روشن رکھنے کے لئے دامے درمے سخنے امداد فرما کر عند اللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے

ترسیل زر کا پتہ: ناظم جمعیۃ عبدالواحد صاحب حاجی عبدالشکور واشرمیٹ۔ نرودل۔ ڈسٹ گرداوری۔ آندھرا۔ نرودل

العارض الحاج مولانا حافظ عبدالعزیز صدر جمعیۃ اہلحدیث آندھرا پردیش

گلشن علمی زین اداسی

یہ خبر غم و اندوہ کے ساتھ دی جاتی ہے کہ مدرسہ صباح العلوم چین پور کے صدر عبدالمجید صاحب ۲۸ دسمبر ۷۷ء کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت متقی و پرہیزگار تھے اور مسجد و مدرسہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ نماز جنازہ میں ماشاء اللہ طلبہ کے علاوہ کافی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ قارئین سے دعائے مغفرت و نماز جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے

(محمد منیر پوری مدرس مدرسہ صباح العلوم)

علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے مسئلہ میں جنتا حکومت کا رویہ بھی مایوس کن

[illegible] جنتا حکومت [illegible] یہ توقع تھی کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مسئلہ میں کانگریس [illegible] حکومت [illegible] ناانصافی کا ازالہ کرے گی۔ [illegible] کی غلطی و خود جنتا [illegible] کر دی گئی بجائی کی جدوجہد میں جنتا [illegible] مسلم [illegible] کر دیا تھا جنتا پارٹی کے بعض سرداں [illegible]

[illegible] پر [illegible] کے [illegible] اس کو [illegible] [illegible] قانون [illegible] بحیثیت [illegible] [illegible] جو تھا [illegible] مرکزی حکومت [illegible] متعدد [illegible] [illegible] کے بعض [illegible] اور شیخ [illegible] ملک [illegible] کی ذاتی کوششوں کے باوجود حکومت مسلم یونیورسٹی کو مسلمانوں کا قائم کردہ ادارہ تسلیم کرنے کیلئے آمادہ نہیں ہے [illegible] پیچیدہ گتھیوں میں الجھا دیا گیا ہے۔ حکومت سپریم کورٹ کے فیصلہ [illegible] سپریم کورٹ کے بعد کے فیصلوں [illegible] شدہ [illegible] ۱۹۷۰ سپریم کورٹ ۲۰۷۹ اور [illegible] ۱۹۷۲ سپریم کورٹ ۱۳۸۹ میں ان بنیادوں کو منہدم کر دیا گیا ہے جن کی بنا پر مسلم یونیورسٹی کیس خارج ہوا تھا۔ مرکزی وزیر قانون عالی جناب شانتی بھوشن کا وفد ۱۶ر جنوری ۱۹۷۸ء کو اس امید کے ساتھ ملا تھا کہ شاید ہمارے دکھ درد کا کچھ مداوا ہو سکے گا مگر اس میں ناکامی ہوئی۔ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کے ذمہ داران مسلم یونیورسٹی کو مسلمانوں کا قائم کردہ ادارہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ [illegible] تسلیم کرتے ہوئے وہ جو نئی ترمیمات کرنے [illegible] کرنا چاہتے ہیں [illegible] [illegible] مسلمان اس مسئلہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلم یونیورسٹی [illegible] قائم کردہ [illegible] قانون [illegible] [illegible] [illegible] یونیورسٹی کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ مسلمانوں کی نہیں بلکہ پارلیمنٹ اور حکومت کی قائم کردہ ہے ایسا ہی ہے جیسے دن کو رات کہا جائے۔ جب تک اس حق تلفی کا ازالہ نہیں کیا جاتا مسلمانوں کی بے چینی دور نہیں کی جا سکتی۔ یہ کیسے ہو؟ اس کا دارومدار حکومت کی پالیسی، حکومت کے ارادہ اور فیصلہ پر ہے اگر حکومت انصاف کرنا چاہے تو اس کے لئے [illegible]

[illegible] کردہ [illegible]

ہماری کمیٹی [illegible] کی [illegible] ہے کہ اقدام و تفہیم سے مسئلہ کا حل نکالا جائے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت ہمارے ساتھ انصاف کرنے کے بجائے سپریم کورٹ کے فیصلے سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتی ہے۔ اگر حکومت انصاف کرنے پر آمادہ نہ ہو تو ہمارے [illegible] اس مسئلہ میں آئندہ اقدامات کیا ہوں گے اس کا فیصلہ ترمیمی بل کا مسودہ معلوم کرنے کے بعد ہی کیا جا سکے گا سردست اس مسئلہ میں ملک کے ماہرین قانون کا مزید مشورہ حاصل کرنے کی فکر کی جا رہی ہے۔

شفیق الرحمٰن ایڈوکیٹ کنوینر آل انڈیا مسلم یونیورسٹی ایکشن کمیٹی ۱۰۔ ا این اے ماروڈ۔ لکھنؤ

اسلام میں حلال و حرام

علامہ یوسف القرضاوی کی وہ معرکۃ الآراء کتاب جس کا علمی دنیا میں زبردست خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ بقول علامہ مودودی یہ کتاب میرے کتب خانہ میں ایک زبردست اضافہ ہے

شام کے مشہور عالم مصطفیٰ الزرقاء فرماتے ہیں اس کتاب کا حاصل کرنا ہر مسلمان خاندان کے لئے ضروری ہے۔

تمام پیچیدہ و جدید مسائل کا حل

دیدہ زیب اردو ایڈیشن

قیمت ۱۸ روپے

ناشر:-

الدار السلفیہ حامد بلڈنگ مومن پورہ بمبئی ۱۱

(یہ کتاب مکتبہ ترجمان سے بھی طلب کی جا سکتی ہے)

صحت کا محافظ

نورانی تیل

درد۔ چوٹ۔ زخم۔ جلنے کٹنے کی مشہور عام دوا

[illegible]

انڈین کیمیکل کمپنی

[illegible]

لکھنؤ کے

مشہور عطریات

عطر زعفرانی

حنا

عطر شمامۃ العنبر

عبدالحفیظ محمد یوسف تاجران عطر

محمد یوسف بلڈنگ بھولا ناتھ دان [illegible] لکھنؤ

ہند تیل

زخم [illegible] درد۔ چوٹ۔ زخم۔ موچ جلنے کٹنے [illegible] گھریلو علاج [illegible] اس کی مسلسل [illegible] [illegible] درست [illegible]

تیار کردہ ہند کیمیکل ورکس۔ [illegible]

طلب فرمایئے

ہر قسم کی دینی، ادبی، تاریخی، اسلامی، عربی، اردو، فارسی، درسی و غیر درسی کتابیں

[illegible] ۳ [illegible]